بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ
ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian
ایڈیٹر: منصور احمد

ارشاد باری تعالیٰ

ذکر الٰہی اور اطمینان قلب

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ○ ﴿سُوۡرَۃُ الرَّعۡدِ: 29﴾

ترجمہ: (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوجاتے ہیں۔ سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

جلد 75 ❁ شمارہ 18 ❁ 12 ذوالقعدہ 1447 ہجری قمری ❁ 30 شہادت 1405 ہجری شمسی ❁ 30 اپریل 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس گھر میں ذکر الٰہی ہوتا ہے وہ زندہ اور جس میں ذکر الٰہی نہیں ہوتا مُردہ ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکرِ الٰہی کرنے والے اور ذکرِ الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مُردہ کی طرح ہے یعنی جو ذکرِ الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مُردہ ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی طرح ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ۔ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ وجوازھا فی المسجد)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ’’اے لوگو! جنّت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو‘‘ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جنّت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا ’’ذکر کی مجالس جنّت کے باغ ہیں۔‘‘ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصوّر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔ (قشیریہ باب الذکر صفحہ ۱۱۱)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 75-76)

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اللہ کا ذکر ایسی شئے ہے جو دلوں کو اطمینان عطا کرتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کیلئے کھڑے ہوجاتے اور اس کیلئے فرمایا اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اطمینان سکینت قلب کیلئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔

(الحکم جلد 7 صفحہ 20 مورخہ 31 مئی 1903ء صفحہ 9)

قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شئے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا فرمایا اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ پس جہاں تک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا ہاں اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔ اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۲۶ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۸)

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اس کے عام معنی تو یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور فلاسفی یہ ہے کہ جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے۔ اس سے اس کے دل پر ایک خوف عظمتِ الٰہی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اس کو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ اس پر نازل ہوتے ہیں اور وہ اس کو بشارتیں دیتے ہیں اور الہام کا دروازہ اس پر کھولا جاتا ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھ لیتا ہے اور اس کی وراء الوراء طاقتوں کو مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر اس کے دل پر کوئی ہمّ و غم نہیں آسکتا۔ اور طبیعت ہمیشہ ایک نشاط اور خوشی میں رہتی ہے۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 91-92)

تفسیر کبیر سے اقتباس

تم خدا تعالیٰ کی صفات کا آئینہ بنو اور اُسی کے سایۂ عاطفت میں اپنی زندگی کے دن بسر کرو

تفسیر:۔ فرماتا ہے جب تم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق حج بیت اللہ کا فرض ادا کر چکو تو خدا تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔ اہلِ عرب میں دستور تھا کہ جب وہ حج سے فارغ ہوجاتے تو تین دن منیٰ میں مجالس منعقد کر کے اپنے باپ دادوں کے کارنامے بیان کرتے اور اپنے قبیلہ کی بہادری شہرت اور سخاوت کی تعریف میں قصیدے پڑھتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ تو اپنے باپ دادوں کی تعریف میں قصائد پڑھا کرتے تھے۔ مگر ہم تمہیں یہ ہدایت دیتے ہیں۔ کہ جب تم مناسک حج کو ادا کر چکو تو تم خدا تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔ یعنی جس طرح ایک چھوٹا بچہ جو اپنی ماں سے جدا ہوتا ہے روتا اور چلاتا ہوا کہتا ہے کہ میں نے اپنی اماں کے پاس جانا ہے اسی طرح تم بھی بار بار خدا تعالیٰ کا ذکر کرو تا کہ اُس کی محبت تمہارے رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ خدا تعالیٰ ایک وراء الوراء ہستی ہے اُس کا حُسن براہِ راست انسان کے سامنے نہیں آتا بلکہ کئی واسطوں کے ذریعہ سے آتا ہے۔ اگر اُس کے حسن کو الفاظ میں بیان کیا جائے اور پھر ہم اُس پر غور کریں اور سوچیں تو آہستہ آہستہ معنوی طور پر اس کی شکل ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ اگر تم مالک کا نام لو اور اس کی مالکیت کو ذہن میں لاؤ۔ قدوس کا نام لو اور اس کی قدوسیت کو ذہن میں لاؤ ستّار کا نام لو اور اُس کی ستّاریت کو ذہن میں لاؤ۔ غفور کا نام لو اور اُس کی غفوریت کو ذہن میں لاؤ۔ تو یہ لازمی بات ہے کہ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ کی ایک مکمل تصویر تمہارے سامنے آجائیگی۔ اور محبت کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو یا اس کی تصویر سامنے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعر میں اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں

حُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی

باقی صفحہ نمبر 09 پر ملاحظہ فرمائیں

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24/اپریل 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو۔کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یاد رہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یکم اپریل 2026ء سے 5:30 PM پر نشر ہو رہا ہے۔ احباب اس کے مطابق خطبہ جمعہ حضور انور سُننے اور سُنانے کا انتظام فرمائیں۔ (ادارہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

دعا اور ذکر الٰہی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عظیم ہتھیار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ امام مہدی و مسیح موعود کے ذریعہ اسلام کی فتح قرآن مجید کے روشن دلائل دعاؤں اور ذکر الٰہی سے ہوگی اور اسی کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام زندگی میں زور دیا اور دعاؤں و ذکر الٰہی پر ایک ایسا روحانی علم آپ نے چھوڑا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کے بعد خلفائے عظام نے وقتاً فوقتاً دعاؤں اور ذکر الٰہی کی جامع عالمی تحریکات فرمائیں جس سے دنیا بھر کی جماعتیں عالمی طور پر ان پروگراموں میں حصہ لیتی رہیں اور دعاؤں و ذکر الٰہی کے نتیجہ میں عرصہ سوا سو سال میں جماعت نے وہ برکات حاصل کی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حوالہ سے 1916ء میں ایک جامع تقریر فرمائی جس سے ذکر الٰہی اور دعا کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ آسمان و زمین کی عظیم الشان تخلیق کو دیکھتے ہوئے اٹھتے بیٹھتے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ (آل عمران 192)

پھر فرمایا کہ جب بھی ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ کثرت سے ذکر الٰہی کرتے ہیں۔

فرمایا کہ وہ لوگ اگر وہ کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں تو وہ اللہ کا ذکر بہت کرتے ہیں (آل عمران 137)

پھر فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے اللہ کے انعامات کو دیکھ کر جو اس نے ان پر کئے ہیں بکثرت ذکر الٰہی کرتے ہیں (البقرہ 232)

مزید فرمایا کہ اللہ کے بندے اللہ کا ذکر کریں گے اس کو یاد رکھیں گے تو اللہ بھی ان کو یاد رکھے گا فرمایا تم میرا ذکر کرو میں تم کو تمہاری مصیبتوں اور آزمائشوں کے وقت یاد رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے متعلق فرمایا ہے کہ

’’وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے ان کو کوئی تکلیف دہ خیال پہنچے تو وہ بکثرت ذکر کرتے ہیں‘‘ (الاعراف:202)

اور جو لوگ ذکر الٰہی نہیں کرتے اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا کہ ہلاکت ہو ان کیلئے جن کے دل اللہ کے ذکر سے محروم رہتے ہوئے سخت ہیں۔ (الزمر:23)

اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے

’’جو بھی میرے ذکر سے اعراض کرے گا ہم اسکو فاسق اولاد کے ذریعہ ابتلاء میں ڈالیں گے جو کہ بے دین ہوگی۔ اسکا میلان صرف دنیا کی طرف ہوگا اور وہ عبادت الٰہی سے غافل ہوگی‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 382)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی کو جنّت کے باغوں سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے اور فرمایا کہ جس گھر میں خدا کا ذکر ہوتا ہے وہ آباد رہتا ہے اور ذکر الٰہی سے محروم گھروں پر ویرانیاں مسلط ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے مساجد کے علاوہ گھروں میں بھی نمازیں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

الحمدللہ کہ خلفائے وقت شروع سے ہی احمدیوں کو وقتاً فوقتاً ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ بلکہ ذکر الٰہی کے جامع پروگرام جماعت کے سامنے رکھتے رہے ہیں اور تاریخ احمدیت گواہ ہے کہ ان پروگراموں کے ذریعہ سے بھی جماعت نے بدیوں سے بیزاری ظاہر کی ہے اور نیکیوں اور خوشحالی کو حاصل کیا ہے۔ اور مخالفتوں کے پہاڑ ان ہی دعاؤں سے ریزہ ریزہ ہوئے ہیں اور جماعت کو عالمی ترقیات نصیب ہوئی ہیں۔

اصل ذکر تو نماز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَقِمِ الصلوٰۃ لذ کری (طٰہٰ :15) اور قرآن مجید کو بھی خدا نے ذکر ہی فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا انا نحن نزلنا الذ کر و انا لہ لحافظون (الحجر :10) کہ ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ لیکن قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نیک بندے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے کوئی بھی کام کرتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہ سب سے افضل ذکر اللہ کی واحدانیت اور معبود ہونے کا اقرار کرنا ہے اور تسبیح و تمحید کے متعلق فرمایا کہ یہ دو کلمے اگرچہ بولنے کے لحاظ سے بہت آسان ہیں ہلکے ہیں لیکن خدا کی میزان میں بہت بھاری ہے۔ اور اللہ کو بہت پیارے ہیں یعنی سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم کہنا اسی طرح درود شریف کے متعلق فرمایا کے یہ دعاؤں اور ذکر الٰہی کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہم احمدیوں کو درج ذیل دعاؤں کی تلقین فرمائی ہے جو احباب جماعت کی یاددہانی کیلئے درج کی جاتی ہیں۔

اس گفتگو کے آخر پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب ’’ذکر الٰہی‘‘ سے ذکر الٰہی کے فوائد کا خلاصہ آپ ہی کی مبارک تحریر سے استفادہ کرتے ہوئے اس امید سے درج کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم احمدیوں کو اپنے پیارے امام کی ذکر الٰہی سے متعلق اس مبارک تحریک پر باقاعدگی سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

اب میں ذکر الٰہی کے کچھ فوائد بتاتا ہوں سب سے بڑا فائدہ جو ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والا انسان بدیوں سے رکتا ہے۔ پانچواں فائدہ یہ ہے کہ دل مضبوط ہوتا ہے۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والا انسان ہر مقصد میں کامیاب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سچے دل سے ذکر کرتا ہو۔ ساتواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والے پر قیامت کے دن خدا تعالیٰ کا سایہ ہوگا۔ آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ نواں فائدہ یہ ہے کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دسواں فائدہ یہ ہے کہ عقل تیز ہوتی ہے اور معارف و نکات کھلتے ہیں گیارھواں فائدہ یہ ہے کہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ بارھواں فائدہ یہ ہے کہ محبت الٰہی بڑھتی ہے۔

فرمایا: یہ ہیں ذکر اللہ کے فوائد جو میں نے مختصر طور پر بیان کر دئے ہیں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اور مجھے بھی خدا تعالیٰ ان سے مستفید کرے۔ (آمین)

(بحوالہ انوار العلوم جلد 3 خلاصہ صفحہ 534 تا 538)

⁂

احبابِ جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے

ایک ضروری یاددہانی!

اپنے پیارے امام امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشاد کے زیرِ تابع اپنے آپ کو روحانی آہنی قلعے میں محفوظ کرنے کے لیے

کیا آج ہم نے درج ذیل دعاؤں کا وِرد کر لیا ہے؟

200 دفعہ دُرود شریف

(بڑی عمر کے افراد 200 دفعہ۔ 15 سے 25 سال کے افراد، (کم از کم) 100 دفعہ۔ بچے 33 دفعہ۔ چھوٹے بچے، 3 سے 4 دفعہ۔ والدین کے ساتھ)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے۔

اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر)

(Holy is Allah and worthy of all praise. Holy is Allah,the Great. O Allah! bestow Your blessings on Muhammad^{sa} and on the people of Muhammad^{sa}.)

100 دفعہ اِستغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

(ترجمہ: میں اللہ سے ہر گناہ کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور میں اُسی کی طرف جھکتا ہوں)

100 دفعہ درج ذیل دعا

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

(ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما)

(O my Lord! Everything serves You. So, O my Lord, protect me and help me and have mercy on me.)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اس روحانی آہنی قلعے میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

⁂

خطبہ جمعہ

- ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- انسان کو ہر وقت یہی خیال چاہیے کہ جو نعمتیں، جو اولادہمیں ملی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ملی ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں۔ اس کی توحید کا اپنے ہر قول و فعل سے اظہار کریں اور کبھی ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ ہم میں پیدا نہ ہو۔ کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا کوئی اللہ تعالیٰ پر حق ہے۔ ذرا سی عبادت کرنے سے کوئی حق نہیں ادا ہو گیا بلکہ ہم اپنے فائدے کے لیے کرتے ہیں
- ’’جب تک انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے ذاتی جوش نہ ہو اور نفس کی ملونی اور اپنے دنیوی فوائد و منافع کے خیال سے انسان خالی نہ ہو جائے تب تک اس کی کوئی عبادت وصدقہ قابلِ قبول نہیں ہوتا‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- ’’میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کون سا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشتِ خاک کو ربّ العالمین سمجھا گیا ہے۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا خدا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- ’’میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت دنیا میں قائم ہو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خُذُوا التَّوْحِيْدَ اَلتَّوْحِيْدَ يَا اَبْنَاءَ الْفَارِسِ۔ اے ابنائے فارس! توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو۔ یہ الہام اپنی بقا اور اندر کی ترقی کے لیے آپؑ کی نسل بلکہ ہر ماننے والے کو سامنے رکھنا چاہیے۔ ہر بیعت میں آنے والے کو سامنے رکھنا چاہیے۔ آپؑ کی بیعت میں آکر سب آپؑ کے ابناء میں شامل ہو گئے ہیں، بچوں میں شامل ہیں، نسل میں شامل ہیں۔ اگر توحید کو پکڑے رہیں گے تو دین و دنیا میں عزّت ملے گی ورنہ نہ کوئی خونی رشتہ فائدہ دیتا ہے نہ صرف بیعت کرنا فائدہ دیتا ہے
- انبیاء دنیا میں شرک مٹانے آتے ہیں اور ہمارا کام بھی شرک مٹانا ہے نہ کہ شرک قائم کرنا۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- بڑے غور سے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارا تصویر لگانے کا مقصد کیا ہے۔ کسی بھی طرح شرک کی طرف لے جانے والا یہ مقصد نہ ہو۔ تصویروں کو سلام کرنا، ان کے آگے جھکنا یہ سب مشرکانہ خیالات ہیں
- ’’اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے اللہ کا اسم ہی کافی ہے اور درود شریف وہ پڑھنا چاہیے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مہر ہو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- ’’بعض لوگ کسی کے احسان پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کے بغیر ہی جَزَاكَ اللّٰهُ کہہ دیتے ہیں حالانکہ بہ نظر غایت دیکھا جائے تو از روئے معرفت یہ کلمہ بھی اپنے اندر ایک گونہ شرک کا پہلو رکھتا ہے کیونکہ احسان کرنے والے کی ذات اور وہ چیز جس کے ذریعے وہ محسن بنا ہے وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس لیے ممنون احسان کو چاہیے کہ وہ جَزَاكَ اللّٰهُ کہنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی توصیف وتحمید بیان کرے اور احسان ہونے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے کیونکہ معرفت اور حقیقت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ سب سے اوّل خالق اسباب کا شکریہ ادا کیا جائے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- بیماری اور مصروفیت کے ہونے کے باوجود اسلام کا پیغام اور توحید کے پیغام پہنچانے کے لیے آپؑ نے کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں کی
- یہ توحید کا پیغام پہنچانے اور اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے لیے بھرپور کوشش ہی ہے جو آج مسیح محمدی کے غلاموں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کو سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے
- دنیا کے حالات خاص طور پر مسلم دنیا کے لیے دعاؤں کی تحریک
- ہمیں دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان دنیا پر رحم فرمائے

اپنے آقا و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توحید الٰہی کے قائم کرنے کے لیے کوشش، آپؑ کے عملی نمونے اور اپنے ماننے والوں کو نصائح اور اس کے لیے ان کی تربیت کا دلنشین اور ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/اپریل 2026ء بمطابق 10/شہادت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

اپنے آقا کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توحید کے قائم کرنے کے لیے کوشش، آپؑ کے عملی نمونے اور اپنے ماننے والوں کو نصائح اور کس طرح ان کی تربیت آپؑ فرمایا کرتے تھے اس کے کچھ واقعات پیش کروں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کسی شخص کا بیٹا مر گیا اور اس کا ایک دوست تعزیت کے لیے اس کے پاس گیا تو وہ چیخ مار کر رو پڑا اور اس سے کہنے لگا خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ گویا اس کے خیال میں اس کا کوئی حق خدا تعالیٰ نے مار لیا تھا۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات بیان فرماتے ہوئے آپؓ نے آگے فرمایا ’’مگر سوچنا چاہیے وہ کون سا حق ہے جو بندہ نے خدا تعالیٰ پر قائم کیا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور تقویٰ وطہارت پر فخر کرتے ہیں وہ تو کسی تکلیف کے موقع پر چلّا اٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر ظلم کیا لیکن ہندوستان کا وہ شرابی شاعر جو دین سے بالکل غافل تھا ایک سچائی کی گھڑی میں باوجود شراب کا عادی ہونے کے خدا تعالیٰ کا الہام اس کے دل پر نازل ہوتا ہے اور وہ کہہ اٹھتا ہے

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا‘‘

(دنیا میں ترقی کرنے کے گُر، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 311-312)

پس انسان کو ہر وقت یہی خیال چاہیے کہ جو نعمتیں، جو اولاد ہمیں ملی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ملی ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں، اس کی توحید کا اپنے ہر قول و فعل سے اظہار کریں اور کبھی ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ ہم میں پیدا نہ ہو۔ کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا کوئی اللہ تعالیٰ پر حق ہے۔ ذرا سی عبادت کرنے سے کوئی حق نہیں ادا ہو گیا بلکہ ہم اپنے فائدے کے لیے کرتے ہیں۔

پس جس شاعر کا آپؓ نے ذکر کیا وہ تو یہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جان دی تھی، اس دنیا میں پیدا کیا تھا اور ہم آئے اس دنیا میں لیکن جو حق اس کے شکرانے کا ہمیں ادا کرنا چاہیے وہ ہم ادا نہیں کر سکے۔ حضرت مصلح موعودؓ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ایک بیٹے مبارک احمد، یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے کی وفات پر ردّعمل کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ’’مبارک احمد سے آپؑ کو بڑی محبت تھی اور اس کی بیماری میں آپؑ نے بڑی تیمارداری کی۔ اس سے حضرت خلیفہ اوّلؓ تک کو بھی یہ خیال تھا کہ اگر مبارک احمد فوت ہو گیا تو حضرت مسیح موعودؑ کو بڑا صدمہ ہو گا۔ آخری وقت حضرت مولوی صاحبؓ اس کی نبض دیکھ رہے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو کہا مُشک لائیں اور چونکہ اس کی نبض بند ہو رہی تھی آپ پر اس خیال کا کہ اس کی وفات سے حضرت مسیح موعودؑ کو بہت صدمہ ہو گا اس قدر اثر ہوا کہ آپ‘‘ یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ ’’کھڑے کھڑے زمین پر گر گئے‘‘ یہ سوچ کر ہی کہ اس کے فوت ہونے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کتنا صدمہ ہو گا ’’مگر جب حضرت مسیح موعودؑ کو معلوم ہوا کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے تو اسی وقت نہایت صبر کے ساتھ دوستوں کو خطوط لکھنے لگ گئے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے مگر اس امر پر گھبرانا نہیں چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک مشیت تھی جس پر ہمیں صبر کرنا چاہیے اور پھر باہر آ کر مسکرا مسکرا کر تقریر کرنے لگے کہ مبارک احمد کے متعلق خدا تعالیٰ کا جو الہام تھا وہ پورا ہو گیا۔ چنانچہ آپؑ کا شعر بھی ہے

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر‘‘

(نجات، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 65 تا 66)

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک بات میں نے بارہا سنی ہے۔ آپؑ ترکیہ کے سلطان عبدالحمید خان کا جو معزول ہو گئے تھے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ سلطان عبدالحمید خان کی ایک بات مجھے بڑی ہی پسند ہے۔‘‘ باوجود اس کے کہ بہت ساری اس کی باتیں غلط تھیں لیکن آپؑ فرماتے تھے کہ یہ بات مجھے بڑی پسند ہے۔ وہ کیا ہے؟ کہ ’’جب یونان سے جنگ کا سوال اٹھا تو وزراء نے بہت سے عذرات پیش کر دیے۔ دراصل سلطان عبدالحمید کا منشاء تھا کہ جنگ ہو مگر وزراء کا منشاء نہیں تھا اس لیے انہوں نے بہت سے عذرات پیش کیے۔ آخر انہوں نے کہا جنگ کے لیے یہ چیز بھی تیار ہے اور وہ چیز بھی تیار ہے لیکن کسی اہم چیز کا ذکر کر کے کہہ دیا کہ فلاں امر کا انتظام نہیں ہے۔‘‘ ٹھیک ہے۔ باتیں کیں کہ ہم تیار ہیں، تیار ہیں لیکن یہ کمی ہے اور اس کمی کی وجہ سے بڑا مشکل ہے جنگ کرنا۔ ’’مثلاً یوں سمجھ لو کہ انہوں نے کہا (اور غالباً یہی کہا ہو گا) کہ تمام یورپین طاقتیں اس وقت اس بات پر متحد ہیں کہ یونان کی امداد کریں اور اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب وزراء نے اپنا مشورہ پیش کیا اور مشکلات بتائیں اور کہا کہ فلاں چیز کا انتظام نہیں تو سلطان عبدالحمید نے جواب دیا کہ کوئی خانہ تو خدا کے لیے بھی چھوڑنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلطان عبدالحمید کے اس فقرہ سے بہت ہی لطف اٹھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس کی یہ بات بہت ہی پسند ہے‘‘ کہ خدا پر اس نے اعتماد کیا۔ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 163-164، جدید ایڈیشن)

توحید کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ

’’منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوران سر کا عارضہ تھا۔‘‘ چکروں کی تکلیف تھی۔ ’’ایک طبیب کے متعلق سنا گیا کہ وہ اس میں خاص ملکہ رکھتا ہے۔‘‘ چکروں کی تکلیف کا علاج کرنے کا بڑا ماہر ہے تو ’’اسے بلوایا گیا، کرایہ بھیج کر اور کہیں دُور سے‘‘ بلایا خرچہ دے کر۔ ’’اس نے حضورؑ کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں آپ کو آرام کر دوں گا‘‘ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ دو دن میں آپ کو ٹھیک کر دوں گا۔ ’’یہ سن کر حضرت صاحبؑ اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے مَیں علاج ہرگز نہیں کرانا چاہتا۔ یہ کیا خدائی دعویٰ کرتا ہے۔ اس کو واپسی کرایہ کے روپیہ اور مزید بیس پچیس روپے بھیج دیے کہ یہ دے کر اسے رخصت کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 38 روایت نمبر 1038)

اسی طرح حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ حضرت مسیح موعود کی سیرت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ

’’خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عظمت و عزّت کے واسطے جوش رکھتے ہوں۔ ایسے لوگ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور ہر کس و ناکس ان کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ جب تک خدا کے لیے جوش نہ ہو کوئی لذّت انسان کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے ذاتی جوش نہ ہو اور نفس کی ملونی اور اپنے دنیوی فوائد و منافع کے خیال سے انسان خالی نہ ہو جائے تب تک اس کی کوئی عبادت و صدقہ قابلِ قبول نہیں ہوتا۔‘‘

بڑی اہم چیز ہے۔ جب تک اپنے نفس کی ملونی اور دنیوی فوائد و منافع کے خیال سے انسان خالی نہ ہو اس وقت تک اس کی کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

’’جو شخص خدا کے لیے جوش رکھتا ہے وہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جاتا ہے۔ ایسے لوگ خدا سے برکتیں پاتے ہیں۔‘‘

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 182)

پس قبولیت دعا کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ توحید پر کامل یقین ہو اور ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے دعا سب سے پہلے ہو۔ جو لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی۔ ہم نے یہ کیا وہ کیا۔ نفل پڑھے۔ صدقے دیے۔ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی۔ وہ ذرا اس بات پر غور کریں۔ یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’خدا نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس محبت کو ایسی قدر شناسی سے نوازا کہ جو اسی کی بے پایاں رحمت کا حق اور اس کی بے نظیر قدر شناسی کے شایانِ شان ہے۔ چنانچہ آپؑ کو مخاطب کر کے‘‘ اللہ تعالیٰ’’ فرماتا ہے: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ...... ’’یعنی چونکہ اس زمانہ میں تُو میری توحید کا علمبردار ہے اور توحید کے کھوئے ہوئے متاع کو دنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے اس لیے اے مسیح محمدی! تُو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لیے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے تا کہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہؐ کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں اور چونکہ تُو میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت میں دن رات مستغرق اور اس کی محبت میں محو ہے اس لیے میں تجھے اپنے اس محبوب کے روحانی فرزند کی حیثیت میں اپنی لازوال محبت اور اپنی دائمی معیت کے تمغہ سے نوازتا ہوں۔‘‘ (سیرت طیبہ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 13-14)

یہ ہے اس الہام کا مطلب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا جو مَیں نے ابھی پڑھا ہے۔

آپؑ کی سیرت کے ضمن میں ہی مرزا بشیر احمد صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بھاری غرض و غایت اسلام کی خدمت اور توحید کا قیام تھی اور اس زمانہ میں حقیقی توحید کا سب سے زیادہ مقابلہ مسیحیت کے ساتھ ہے‘‘ اس وقت تو تھا۔ آج بھی بعض علاقوں میں ہے ’’جو توحید کی آڑ میں خطرناک شرک کی تعلیم دیتی اور حضرت مسیح ناصری کو نعوذ باللہ خدا کا بیٹا قرار دے کر حضرت احدیت کے پہلو میں بٹھاتی ہے۔ اس لیے حضرت مسیح موعودؑ کو عیسائیت کے خلاف بڑا جوش تھا اور ویسے بھی آپؑ کے منصب مسیحیت کا بڑا کام حدیثوں میں کسرِ صلیب ہی بیان ہوا ہے۔ اس لیے آپؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر بہت زیادہ زور دیتے تھے کیونکہ صرف اس ایک بات کے ثابت ہونے سے ہی عیسائیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یعنی وفاتِ مسیح کے نتیجہ میں نہ تو الوہیت مسیح باقی رہتی ہے اور نہ تثلیث کا نام و نشان قائم رہتا ہے اور نہ کفارہ کا مسئلہ اپنی بودی ٹانگوں پر کھڑا رہ سکتا ہے۔ بے شک وفاتِ مسیح ناصری کا عقیدہ طبعاً حضرت مسیح موعود

ارشاد باری تعالیٰ

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ○ (البقرہ:283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

طالب دعا : بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ○

(البقرہ:279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

ؑ کی اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے بھی ایک پہلا زینہ ہے مگر اس مسئلہ کی اصل اہمیت جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ اس پر زیادہ زور دیتے تھے وہ موجودہ مسیحیت کے کھنڈن' ' یہ ہندی لفظ ہے اس کا مطلب ہے کہ ردّ کرنا۔ اس کے ردّ کرنے'' سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

''تم مسیح کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے'' ...... کاش! ہمارے دوسرے مسلمان بھائی اس نکتہ کو سمجھ کر کم ازکم مسیحیت کے مقابلہ میں تو ہمارے ہمنوا ہوجائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کو ماننا یا نہ ماننا دوسری بات ہے'' لیکن یہاں تو کم ازکم مان لیں جہاں اسلام کی برتری ثابت ہوتی ہے

''مسیحیت کے باطل عقائد اور اس زمانہ میں ان عقائد کے عالمگیر انتشار کا حضرت مسیح موعودؑ کے دل پر اتنا بوجھ تھا کہ آپؑ ایک جگہ دردو کرب سے بے قرار ہوکر بڑے جلال سے فرماتے ہیں کہ

''میں ہردم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہوجائے۔ میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کون سا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشتِ خاک کو ربّ العالمین سمجھا گیا ہے۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہوجاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر وتوانا خدا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔'' (سیرت طیبہ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 106 تا 108)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں'' خدا تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلبِ سلیم تھا یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اس کا بجز خدائے عزّوجلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ مَیں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا مگر مَیں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزّوجلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا...... اسی تپشِ محبت کی وجہ سے میں ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوا جس کے عقائد خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر ایک قدم میں خدائے عزّوجلّ کی توہین ہے۔ ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کرسکا اس کو خدا ٹھہرایا گیا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 59-60)

حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ مہاجر ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ'' میرے گھر میں یکے بعد دیگر سے دو لڑکیاں تولّد ہوئیں'' دو بیٹیاں پیدا ہوئیں ایک دوسرے کے بعد'' جو خدا کے فضل سے'' جب وہ بیان کر رہے ہیں کہتے ہیں'' اس وقت تک موجود ہیں۔ اس کے بعد ایک لڑکا تولّد ہوا وہ بھی نہ بولتا تھا نہ سنتا تھا۔ پہلا لڑکا عموماً بیمار رہتا تھا۔ دوسرا ہوشیار اور تندرست تھا۔'' پہلے والا بتایا ناں اس کے بعد ہوا وہ بیمار رہتا تھا۔ بولتا سنتا نہیں تھا۔ پھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا وہ تندرست تھا۔'' اور اس کی عادات اور شکل وصورت کچھ ایسے دل لبھانے والے تھے کہ چھوٹی سی عمر میں وہ گھر کے سارے کام کرتا تھا اور ذرا سے اشارہ سے بات کو سمجھ لیتا تھا۔'' کہتے ہیں بہت ہوشیار لڑکا تھا۔ بڑا ذہین تھا۔'' کچھ انہی وجوہات سے میری محبت اس سے بہت ہوگئی۔ پہلا لڑکا چار سال کا ہوکر فوت ہوگیا'' جو بیمار تھا وہ تو فوت ہوگیا چار سال کی عمر میں۔'' دوسرا بھی'' یہ جو ذہین تھا'' جب ساڑھے چار سال کا ہوا تو اسے تپ محرقہ ہوا۔ میں نے بڑا علاج کیا مگر کوئی افاقہ کی صورت نظر نہ آئی۔ جس دن اس کی بیماری کو پندرہ روز گزرے تھے اس کو سرسام'' یعنی Meningitis کی طرح کی بیماری ہے جس میں دماغ کے پردوں میں ورم ہوجاتی ہے یہ '' ہوگیا۔ میں نے حضرت صاحبؑ کی خدمت میں دعا کے لیے ایک عریضہ لکھا۔'' یہ بڑا پیارا لڑکا ہے میرا۔ اس کے لیے دعا کریں بچ جائے۔'' آپؑ نے اس پر جواب تحریر فرمایا کہ میں انشاء اللہ دعا کروں گا پر اگر تقدیر مبرم ہے توٹل نہیں سکتی۔'' ساتھ یہ بھی لکھ دیا۔'' یہ پڑھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ یہ بچہ بچ نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کے چوتھے دن اس کی حالت بہت نازک تھی اور حضورؑ اس دن گورداسپور والی تاریخ پر جانے والے تھے۔ میں چونکہ ہر تاریخ پر ساتھ جایا کرتا تھا'' حضرت مسیح موعودؑ کے'' اس لیے مَیں بھی حاضر ہوا'' جانے کے لیے'' جب آپؑ گھر سے تشریف لائے تو پہلے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تمہارے بچہ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور! چل کر دیکھ لیں'' ساتھ ہی گھر ہے۔ دیکھ لیں بہت بُری حالت میں ہے۔'' جب آپؑ نے گھر آکر بچہ دیکھا تو فرمایا یہ بہت بیمار ہے آج تم گورداسپور نہ جاؤ'' آج تم ہمارے ساتھ نہ جاؤ۔'' آپؑ تشریف لے گئے'' اپنے سفر پہ'' اور دوسرے دن چار بجے کے قریب بچہ فوت ہوگیا۔ اس سے اگلے دن حضورؑ دس بجے گورداسپور سے واپس تشریف لے آئے۔ مَیں بھی سن کر مصافحہ کے لیے آگے بڑھا۔ میری گود میں چھوٹی لڑکی تھی جو اس لڑکے سے چھوٹی تھی۔ مجھے دیکھ کر حضورؑ نے فرمایا مجھے تمہارے بچہ کے فوت ہوجانے کا بڑا رنج ہے مگر مجھے یہ خیال تھا کہ تمہاری محبت اس کے ساتھ شرک کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس لیے اس کا زندہ رہنا محال نظر آتا تھا۔ بہرحال مَیں نے تمہارے بچہ کے لیے بڑی دعائیں کی تھیں۔ اللہ تم کو نعم البدل دے گا اور وہ سننے والا بولنے والا ہوگا۔'' نیا بچہ دے گا جو سننے والا، بولنے والا ہوگا۔ صحیح طرح صحت مند ہوگا'' ...... چنانچہ اس کے بعد فضل کریم پیدا ہوا'' ان کے ایک بیٹے کا نام فضل کریم تھا'' پھر عبدالحفیظ۔ اس کے بعد دو حمل ساقط ہوئے۔ دونوں لڑکے تھے'' وہ ساقط ہوگئے لیکن بہرحال دو بچے زندہ پیدا ہوئے'' اس کے بعد'' پھر کہتے ہیں ایک بیٹا پیدا ہوا پھر'' محمد عبداللہ اس کے بعد عبدالکریم'' پیدا ہوا پھر'' اور اس کے بعد احمد پیدا ہوا اور خدا کے فضل سے یہ پانچوں'' بچے اس کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ کے فضل سے سارے'' زندہ موجود ہیں'' لمبی عمر پانے والے تھے۔ پس آپؑ اپنے صحابہؓ کو بھی توحید کا ہر وقت سبق دیتے تھے اور پھر ان کی دلداری کے لیے دعا بھی کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرماتے ہوئے پانچ بیٹوں سے بھی ان کو نوازا۔

(سیرت احمد از قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صفحہ 168 تا 170)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت دنیا میں قائم ہو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 85 ایڈیشن 2022ء)

حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ آپؑ کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خادم پیراں دتہ نام تھے'' کہتے ہیں'' ہم سب ان کو اسی نام سے پکارتے تھے'' پیراں دتہ'' مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بلاتے تو پیری دتہ فرماتے۔'' پیری دتہ، پیراں دتہ نہیں بلکہ پیری دتہ'' یعنی میرے پیر اللہ کا دیا ہوا

یہ وہ توحید ہے جو حضورؑ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خُذُوا التَّوْحِيْدَ اَلتَّوْحِيْدَ يَآ اَبْنَآءَ الْفَارِسِ۔ اے ابنائے فارس! توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو۔'' (افتخار الحق یا انعامات خداوندی صفحہ 229)

پس یہ الہام اپنی بقا اور اندر کی ترقی کے لیے آپؑ کی نسل بلکہ ہر ماننے والے کو سامنے رکھنا چاہیے۔ ہر بیعت میں آنے والے کو سامنے رکھنا چاہیے۔ آپؑ کی بیعت میں آکر سب آپؑ کے ابناء میں شامل ہوگئے ہیں، بچوں میں شامل ہیں، نسل میں شامل ہیں۔ اگر توحید کو پکڑے رہیں گے تو دین و دنیا میں عزّت ملے گی ورنہ نہ کوئی خونی رشتہ فائدہ دیتا ہے نہ صرف بیعت کرنا فائدہ دیتا ہے۔

حافظ محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''پہلی دفعہ جبکہ میں، حکیم عبدالعزیز اور حکیم عطا محمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔ ان دنوں بھی حضورؑ گورداسپور میں تشریف رکھتے تھے۔ حضورؑ کمرے سے باہر تشریف لانے لگے تو ہم تینوں دروازہ کے پاس کھڑے تھے۔ میں نے اور حکیم عبدالعزیز صاحب نے حضورؑ کو السلام علیکم عرض کر کے حضورؑ سے مصافحہ کیا مگر بھائی عطا محمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں پر گر پڑے۔ حضورؑ نے ان کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ میں اس شرک کو مٹانے کے لیے ہی تو مبعوث فرمایا ہے۔ پیروں کو چومنا شرک ہے۔ پھر آپؑ نے ان سے بھی مصافحہ کیا۔'' (روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 172)

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

''قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھے بذریعہ خط اطلاع دی کہ میں جب شروع میں قادیان گیا تو ایک شخص نے اپنے لڑکے کو حضرت صاحبؑ کے سامنے ملاقات کے لیے پیش کیا۔ جس وقت وہ لڑکا حضرت صاحب کے مصافحہ کے لیے آگے بڑھا تو اظہارِ تعظیم کے لیے حضرت کے پاؤں کو ہاتھ لگانے لگا جس پر حضرت صاحبؑ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے ایسا کرنے سے روکا اور میں نے دیکھا کہ آپؑ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپؑ نے بڑے جوش میں فرمایا کہ

انبیاء دنیا میں شرک مٹانے آتے ہیں اور ہمارا کام بھی شرک مٹانا ہے نہ کہ شرک قائم کرنا۔''

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 295 روایت نمبر 319)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے۔'' تصویر کے بارے میں بھی یہاں وضاحت ہو

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے
کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالبِ دُعا : نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

جاتی ہے۔ بہت سارے لوگ غلط طریقے سے اپنی تصویریں بھی، مسیح موعود علیہ السلام کی بھی، اپنے عزیزوں رشتہ داروں کی بھی رکھتے ہیں اس لیے مَیں یہ بیان کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ”میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے اور اس کو بت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ مَیں نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے اور مجھ سے زیادہ بت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہوگا لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے اور اکثر ان کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں“ اور اکثر ان کی یعنی اکثریت ان کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں ”کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزارہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس ملک کے اہلِ فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں“ خط لکھے ہیں ”اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علمِ فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے“ جھوٹا نہیں ہوسکتا ”اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا۔“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا یہ تصویر دیکھ کر ”کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اور اس حد تک میں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔“ اس لیے میں نے تصویر کھینچنے کی اجازت دی ہے ورنہ اگر شرک پھیلے تو قطعاً منع ہے۔ فرمایا:

”وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔“ اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ”اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔“ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ تصویر کھینچنا کوئی حرام ہے۔ ”قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جِنّ حضرت سلیمان کے لیے تصویریں بناتے تھے اور بنی اسرائیل کے پاس مدّت تک انبیاء کی تصویریں رہیں۔“ بنی اسرائیل کے پاس تو انبیاء کی تصویریں ہوتی تھیں ”جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرائیل علیہ السلام نے دکھلائی تھی اور پانی میں بعض پتھروں پر جانوروں کی تصویریں قدرتی طور پر چھپ جاتی ہیں۔“ جہاں زلزلے آتے ہیں وہاں پہاڑوں پہ جہاں جانور دب جاتے ہیں ان کی تصویریں نقش ہو جاتی ہیں ”اور یہ آلہ جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے“ یعنی کیمرہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہوسکتی ہے۔“ پس صرف تصویروں والی بات نہیں ہے بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ اس سے امراض کی تشخیص بھی ہوسکتی ہے۔ اب تو یہ نظام اَور بھی آگے بڑھ گیا ہے۔ اس زمانے میں تو ایکسرے کا تھا۔ فرمایا ”ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے“ ایکسرے کے ذریعہ سے ”اور وجع المفاصِل ونقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لیے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔“ اب تو سکیننگ، ایم آر آئی وغیرہ اور بہت ساری چیزیں ہونے لگ گئی ہیں۔ تو ان آلات کا جس حد تک اس زمانے میں استعمال تھا اس کی آپؑ نے وضاحت فرمائی ہے کہ یہ تو بڑا مفید آلہ ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ بالکل اس کے سامنے ہی نہ جاؤ یہ بھی غلط ہے۔ مقصد نیک ہونا چاہیے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ جب صحیح ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ شرک نہیں ہونا چاہیے۔ فرمایا: ”ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔“ تصویر جو عام فوٹو ہے اس کے ذریعہ بھی آئے ہیں ”چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں۔“ اور آجکل تو مختلف چینل بھی چل رہے ہیں مثلاً جیسے National Geographic ہے یا اَور ہیں۔ یہ تو بڑی تفصیل سے جانوروں کی تصویریں کھینچ کے تفصیلات بھی دیتے ہیں۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں: ”جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہوسکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے اور اہلِ فراست کے لیے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام جہالتیں ہیں جو پھیل گئی ہیں۔“ فوٹو کو کہنا کہ حرام ہے، منع ہے یہ بھی غلط ہے۔ ہاں! نیت نیک ہو۔ فرمایا کہ ”ہمارے ملک کے مولوی چہرہ شاہی سکّہ کے روپیہ اور دونّیاں اور چونّیاں اور اٹھنّیاں اپنی جیبوں اور گھروں میں سے کیوں باہر نہیں پھینکتے۔“ اگر یہ مولوی جو اتنے شدّت پسند ہیں تو یہ ہمارے جو coins ہیں، سکّے ہیں، روپے ہیں، نوٹ ہیں ان کے اوپر بادشاہوں کی تصویریں چھپی ہوتی ہیں، وہ کیوں نہیں گھروں سے باہر پھینک دیتے۔ کیوں اپنی جیبوں میں لیے پھرتے ہیں۔ ”کیا ان سکّوں پر تصویریں نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ ناحق خلاف معقول باتیں کر کے مخالفوں کو اسلام پر ہنسی کا موقع دیتے ہیں۔ اسلام نے تمام لغو کام اور ایسے کام جو شرک کے مؤید ہیں حرام کیے ہیں نہ ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دیتے اور امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھہرتے اور اہلِ فراست کو ہدایت سے قریب کر دیتے ہیں۔ لیکن بااین ہمہ مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میری جماعت کے لوگ بغیر ایسی ضرورت کے جو کہ مضطر کرتی ہے وہ میرے فوٹو کو عام طور پر شائع کرنا اپنا کسب اور پیشہ بنالیں۔“ نیک مقصد ہو تو ٹھیک ہے۔ کمانے کا ذریعہ نہ بنالو ان تصویروں کو۔ ”کیونکہ اِسی طرح رفتہ رفتہ بدعات پیدا ہوجاتی ہیں اور شرک تک پہنچتی ہیں۔ اس لیے مَیں اپنی جماعت کو اس جگہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں تک ان کے لیے ممکن ہو ایسے کاموں سے دستکش رہیں۔

بعض صاحبوں کے میں نے کارڈ دیکھے ہیں اور ان کی پشت کے کنارہ پر اپنی تصویر دیکھی ہے۔ مَیں ایسی اشاعت کا سخت مخالف ہوں اور مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہماری جماعت میں سے ایسے کام کا مرتکب ہو۔ ایک صحیح اور مفید غرض کے لیے کام کرنا اَور امر ہے اور ہندوؤں کی طرح جو اپنے بزرگوں کی تصویریں جا بجا در و دیوار پر نصب کرتے ہیں یہ اَور بات ہے۔ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے لغو کام منجر بشرک ہوجاتے ہیں“ یعنی شرک کی طرف لے جانے والے ہوتے ہیں ”اور بڑی بڑی خرابیاں ان سے پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ ہندوؤں اور نصاریٰ میں پیدا ہوگئیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ جو شخص میرے نصائح کو عظمت اور عزّت کی نظر سے دیکھتا ہے اور میرا سچا پیرو ہے وہ اِس حکم کے بعد ایسے کاموں سے دستکش رہے گا ورنہ وہ میری ہدایتوں کے برخلاف اپنے تئیں چلاتا ہے اور شریعت کی راہ میں گستاخی سے قدم رکھتا ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 365 تا 367)

پس بڑے غور سے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارا تصویر لگانے کا مقصد کیا ہے۔ کسی بھی طرح یہ مقصد شرک کی طرف لے جانے والا نہ ہو۔ تصویروں کو سلام کرنا، ان کے آگے جھکنا یہ سب مشرکانہ خیالات ہیں۔

ہندوؤں میں یہی ہوتا ہے۔ بعض لوگ پرانی تصویریں لگاتے ہیں فوت شدوں کی اور ساتھ ان کے اوپر ہار ٹانگ دیتے ہیں۔ یہاں بھی ہمارے اندر بھی بعض دفعہ بعض جگہوں پہ رواج ہوگیا ہے کہ جو گروپ فوٹو فیملی کا کھینچ رہے ہوتے ہیں تو بعض اپنے فوت شدہ عزیزوں کی تصویریں بنا کر اپنے ساتھ ایک بڑی سی فریم میں لگا کے رکھ لیتے ہیں کہ یہ ہمارے بزرگ جو فوت ہوگئے وہ ان کی تصویر ہے اور وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ تو یہ سب شرک ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ یہ غلط باتیں ہیں، یہ بدعات ہیں اور ان سے بچنا چاہیے۔ بعض رپورٹیں مجھے ملتی ہیں کہ بعض لوگ شادیوں کی تصویروں میں بھی اس طرح کھنچوا لیتے ہیں۔

صرف نیک مقصد کے لیے یا اپنی یادگار کے طور پر اپنے البموں میں رکھنے کے لیے تصویریں اگر کھینچتے ہیں تو یہ تو جائز ہے لیکن اس کو ایک بدعت بنالینا اور صرف لگا کے پھر اس پہ دیکھنا اور صبح اٹھ کے سلام کرنا یہ چیزیں غلط ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ”امریکہ وولایت کے بعض لوگوں نے خواہش کی تھی کہ ہم مدعی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھنا چاہتے ہیں اس لیے حضورؑ کا فوٹو لیا گیا تھا۔ یہاں عبدالمحی نام ایک عرب رہتے تھے انہوں نے بہت سے کارڈ چھپوائے اور اس پر حضورؑ کی شبیہ تھی“ اس پہ تصویر شائع کر دی۔ ”جب حضورؑ کو یہ معلوم ہوا“ کہ کارڈوں پر شائع ہوئی ہے، پوسٹ کارڈوں پر تو ”حضورؑ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے ایک دینی ضرورت کے لیے اپنی تصویر یا فوٹو کھنچوایا تھا۔ ہم اس کو بہت ہی ناپسند کرتے ہیں کہ ہماری تصویر کو ذریعۂ معاش بنایا جائے جو منجر بشرک“ یعنی شرک کی طرف لے جانے والا ”ہوسکتی ہے۔ چنانچہ وہ کارڈ تلف کردیے گئے تھے۔“ (روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 408)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ”جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور میں نے حضور اقدسؑ کی خدمت میں یہ لکھا کہ میں اس قسم کے وظائف کیا کرتا ہوں اور یہ بھی عرض کیا کہ جب سے میں بیعت کر کے آیا ہوں اس طرف سے پیر جن کے مریدان کے کہنے سے ان کا تصوّر پکاتے ہیں مَیں اس خیال سے کہ جب ادنیٰ پیروں کا ان کے مرید تصوّر پکاتے ہیں تو میرے پیشوا اور مرشد جو خدا کے مسیح موعود اور امام مہدی ہیں مَیں ان کا تصوّر کیوں نہ پکاؤں“ یعنی تصوّر میں تصویر اپنے دل میں بٹھا لوں اور پھر ہر روز اس تصویر کو لے کے اپنے ہر مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کروں تو ”آپ کا تصوّر جو ان سب پیروں کے تصوّر سے زیادہ بابرکت اور مفید اور مناسب ہوگا“ آپؓ نے فرمایا آپؑ تو مسیح موعود ہیں اور باقی پیر فقیر تو پتہ نہیں جائز ہیں بھی کہ نہیں۔ ان کے تصوّر کو لوگ لیے پھرتے ہیں تو مَیں کیوں نہ آپؑ کا تصوّر ہر وقت دل میں لیے پھروں۔ ”جب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں مَیں نے یہ خط لکھا“ راجیکی صاحبؓ کہتے ہیں ”تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے موصول ہوا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ

”تصوّرِ مخلوق سے بجز شرک کے اَور کوئی نتیجہ نہیں“

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہوجائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزئن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کرسکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

یہ تصوّر جو تم کرتے ہو اس سے سوائے شرک کے اَور کچھ نہیں پیدا ہوگا۔

’’اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے اللہ کا اسم ہی کافی ہے اور درود شریف وہ پڑھنا چاہیے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مہر ہو‘‘۔

اس والا نامہ کے محصول ہونے کے بعد میں نے اسی دم تصور کو بھی ترک کر دیا اور سابقہ سلسلہ وظائف بھی یک دم موقوف کر دیے۔‘‘ (روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 329-330)

حضرت ماسٹر سید نذیر احمد صاحبؓ کہتے ہیں ’’مجھ سے سید فضل شاہ صاحبؓ مرحوم مہاجر قادیان نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیمیا گری کے متعلق دریافت کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ کیمیا گر رزق کی تلاش میں یوں مارے مارے پھرتے ہیں مگر وہ ان صحیح اسباب سے کام نہیں لیتے جو اللہ تعالیٰ نے جائز طور سے رزق کے حصول کے لیے مقرر کیے ہیں۔ کیمیا گروں کو مقام توکل نہیں ملتا تبھی تو وہ صحیح اور جائز ذرائع کو چھوڑ کر خود ایک راہ بنا لیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ خدا فرماتا ہے فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۔ (الذاریات: 23) ہم تو ایسے منحوسوں کو سب سے بڑا مشرک سمجھتے ہیں۔ خدا اپنے کلام پاک قرآن کریم میں مومن کو ایک کیمیا کا نسخہ بتلاتا ہے جس پر عمل کرنے سے‘‘ اللہ تعالیٰ تو آسمان سے رزق دیتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے لیکن وہ انہی کو ملتا ہے جو اس کی طرف جھکنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ’’مومن کو ایک کیمیا کا نسخہ بتلاتا ہے جس پر عمل کرنے سے ہر انسان حقیقی کیمیا گر ہو جاتا ہے اور خدا اس کی ہر ضرورت کو خود پورا کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ (الطلاق: 3-4) دیکھ لو جب متقی کو تمام جہان کی نعمتیں دی جاتی ہے تو وہ پھر کس کا محتاج ہوسکتا ہے۔‘‘ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جگہوں سے رزق عطا فرماتا ہے کہ ان کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ تو فرمایا کہ جب متقی کو جہان کی نعمتیں مل جاتی ہیں تو پھر وہ کس کا محتاج ہوسکتا ہے۔ ’’میں تو کہتا ہوں کہ اگر کیمیا گر اپنا وہ وقت جو کیمیا گری میں ضائع کرتے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کے لیے اتنا وقت صرف کریں تو اپنی سب من مانی مرادیں پا لیں بشرطیکہ وہ تقویٰ پر صحیح طور پر قائم ہو جائیں۔‘‘ (روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 179)

نیک فطرت لوگوں پر آپؑ کی توحید کے کلام اور آپؑ کا اس کے لیے جو عمل تھا اس کا کس طرح اثر ہوتا تھا اس بارے میں ایک مخلص بزرگ کی روایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بیان فرمائی ہے۔

’’میر عبدالرحمان صاحب رینج افسر بارہ مولا کشمیر نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد صاحب پہلے حنفی تھے۔ پھر اہل حدیث ہوئے۔ اس وقت وہ اپنے دوست مولوی محمد حسن صاحب مرحوم ساکن آسنور……کو کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ اب بڑے موحّد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ممکن ہے کوئی ایسی جماعت اَور نکل آئے جو ہم کو بھی مشرک گردانے۔ والد صاحب فرماتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مُردوں (کو زندہ کرنے والے) اور پرندوں کا خالق مانتے ہیں لیکن جب میرے کانوں نے یہ شعر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا سنا

ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا　　اس خدادانی پہ تیرے مرحبا
مولوی صاحب! یہی توحید ہے　　سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے؟

اس وقت مجھے ہوش آیا اور میں نے تم دونوں بھائیوں کو سری نگر اپنے ماموں کے پاس چھوڑا اور قادیان پیدل چلا گیا اور وہاں بیعت سے مشرف ہوا۔‘‘ اسی بات نے مجھے تبلیغ کردی۔ (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 160-161 روایت 1229)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں ’’غالباً 1901ء کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا کہ حضور علیہ السلام نے توحید باری تعالیٰ پر ایک تقریر فرمائی اور اس میں ارشاد کیا کہ بعض لوگ کسی کے احسان پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کے بغیر ہی جَزَاكَ اللّٰهُ کہہ دیتے ہیں حالانکہ بہ نظر غایت دیکھا جائے تو از روئے معرفت یہ کلمہ بھی اپنے اندر ایک گونہ شرک کا پہلو رکھتا ہے کیونکہ احسان کرنے والے کی ذات اور وہ چیز جس کے ذریعے وہ محسن بنا ہے وہ بھی در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس لیے ممنون احسان کو چاہیے کہ وہ جَزَاكَ اللّٰهُ کہنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی توصیف و تحمید بیان کرے اور احسان ہونے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے کیونکہ معرفت اور حقیقت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ سب سے اوّل خالقِ اسباب کا شکریہ ادا کیا جائے‘‘

پھر جَزَاكَ اللّٰهُ اس شخص کا بھی کہہ دے۔ (حیات قدسی صفحہ 134)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری سفر لاہور کی تفصیلات پہ مشتمل ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ

’’دن چڑھا منتظمین نے دعوت کے انتظامات شروع کیے اور ہوتے ہوتے معزز مہمان اور شرفاء کی سواریاں آنے لگیں مگر حضرت کی طبیعت‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہاں خطاب کرنا تھا لیکن حضرت کی طبیعت ’’بدستور نڈھال و کمزور تھی اور ضعف و نقاہت کا یہ حال تھا کہ اس کی موجودگی میں حضورؑ کو تقریر کر سکنے کی قطعاً کوئی امید نہ تھی اور اسی خیال سے حضورؑ نے حضرت مولانا مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا کہ آپ ہی آنے والے مہمانوں کی روحانی دعوت کا کچھ سامان کریں۔ چنانچہ وقت پر حضرت مولوی صاحبؓ نے تقریر شروع فرما دی مگر تھوڑی ہی دیر بعد وہ ماہِ منوّر اور خورشیدِ انور بہ نفس نفیس ہم پر طلوع فرما ہوا۔‘‘ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھوڑی دیر بعد خود ہی تشریف لے آئے۔ ’’حضرت مولوی صاحبؓ نے تقریر بند کی اور حضور پُرنور نے کھڑے ہو کر حاضرین کو خطاب فرماتے ہوئے کم و بیش تین گھنٹہ تک ایسی پُرزور‘‘ کہاں تو بیماری کی یہ حالت تھی کہ آنا مشکل تھا اور کہاں جب آئے تو تین گھنٹے تک پُرزور ’’پُرمعارف اور علم و معرفت سے لبریز تقریر فرمائی کہ اپنے تو در کنار، غیر بھی عش عش کر اٹھے اور ایسے ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے کہ گویا مسحور تھے اور اس روحانی مائدہ کی ایسی لذت ان کو محسوس ہوئی کہ جس نے جسمانی غذا سے بھی ان کو مستغنی کر رکھا تھا……حضورؑ کی تقریر میں ایسی روانی تھی کہ نوٹ کرنا مشکل ہو رہا تھا اور بیان میں اتنی قوّت و شوکت تھی کہ بھرے مجمع میں کسی کے سانس کی حرکت بھی محسوس نہ ہوتی تھی۔ اور حضورؑ اس جوش سے تقریر فرما رہے تھے کہ زورِ تقریر کے ساتھ ساتھ حضور پُرنور خود بھی سامعین کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ مَیں نے اپنی آنکھوں دیکھا اور اس بات کو اچھی طرح نوٹ کیا کہ حضورؑ میز سے کئی مرتبہ چند چند قدم آگے بڑھ جاتے رہے تھے۔ حضورؑ میز کو آگے لے کر نہ کھڑے تھے بلکہ میز حضورؑ کے پشت پر تھی۔‘‘ یعنی جو میز لگی ہوئی تھی یہ نہیں تھا کہ اس کے پیچھے کھڑے ہو کے آپؑ خطاب فرما رہے تھے بلکہ آگے کھڑے ہو کر خطاب فرما رہے تھے۔ اس لیے تقریر کے دوران جوش میں ایک دو قدم آگے بھی چلے جاتے تھے۔ ’’حضورؑ کی تقریر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان کے صحن میں زیادہ سے زیادہ حضورؑ کے وصال سے ایک عشرہ پہلے ہوئی تھی۔‘‘ دس دن پہلے ہوئی ہوگی ’’جس کو تکمیل تبلیغ اور اتمام حجت کے نام سے یاد کیا کرتے تھے اور ماہرِ علومِ ہیئت انگریز سے مکالمہ خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان کے اوپر کے حصہ میں اس سے قبل ہو چکا تھا‘‘ یعنی وہ بڑا تبلیغی قسم کا دورہ تھا۔ ’’ان تقریروں کے علاوہ کئی چھوٹی بڑی تقاریر حضورؑ نے فرمائیں……‘‘

پھر لکھتے ہیں کہ اسی دوران میں ’’کچھ ہندو مستورات پیغام صلح کی تصنیف کے دوران میں حضرتؑ کے درشن کرنے کی غرض سے ایک وفد کی صورت میں حاضر ہوئیں جبکہ حضور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ حضورؑ چونکہ بہت مصروف تھے ان کو جلدی رخصت فرمانا چاہا مگر انہوں نے عذر کیا‘‘ اور زور دیا ’’اور کوئی نصیحت فرمانے کی درخواست کچھ ایسے رنگ میں کی کہ حضورؑ نے باوجود انتہائی مصروفیت کے ان کی درخواست کو قبول فرما کر توحید کی تلقین فرمائی اور بت پرستی سے منع فرمایا۔ خدا سے دعا و پرارتھنا کی تاکید فرمائی۔

یہ واقعہ بالکل آخری ایک دو روز کا ہے۔ دراصل وہ مستورات بہت دیر ٹھہرنا اور بہت کچھ حضورؑ کی زبان مبارک سے سننا چاہتی تھیں مگر حضورؑ کی انتہائی مصروفیت کی وجہ سے مجبوراً بادلِ ناخواستہ جلد چلی گئیں۔ اسی طرح حضورؑ کی ایک اَور تقریر اپنے بعض فقرات کی وجہ سے نیز آخری ہونے کی وجہ سے خاص طور پر مشہور اور زبان زدِ خدام ہے جس میں حضورؑ نے فرمایا تھا۔

عیسیٰ مسیح کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی زندگی ہے
مسیح محمدی کو آنے دو کہ اسی میں اسلام کی بزرگی ہے۔‘‘

(تتمہ سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 391-394)

یہ تھی آپؑ کی توحید کے قیام کے لیے تڑپ۔ بیماری اور مصروفیت ہونے کے باوجود اسلام کا پیغام اور توحید کا پیغام پہنچانے کے لیے آپؑ نے کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

پس یہ توحید کا پیغام پہنچانے اور اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے لیے بھرپور کوشش ہی ہے جو آج مسیح محمدی کے غلاموں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا کے حالات اور خاص طور پر مسلم دنیا کے حالات کے لیے بہت دعا کی ضرورت ہے۔

ہر ایک کو پتہ ہی ہے کہ کیا ہو رہے ہیں۔ جنگ بندی کہنے کو تو ہوئی ہے لیکن یہ دیر پا نظر نہیں آتی بلکہ ابھی سے اس میں دراڑیں پڑنی شروع ہو چکی ہیں۔ اسرائیلی حکومت کی کوشش ہے کہ کسی طرح لبنان پر حملہ کر کے ایرانیوں کو اشتعال دلائے اور وہ جواب دیں۔ اب تو بعض یورپین لیڈروں نے بھی اس کے اس فعل کی مذمّت کی ہے۔ کم از کم کوئی تو آواز اٹھائی۔ ان لوگوں نے کچھ نہ کچھ تو اخلاق کا اظہار کیا ہے لیکن یہ یہیں تک رہیں گے۔ اتنا ہی اخلاق ہے ان میں۔ اس سے زیادہ نہ یہ کوشش کرنا چاہتے ہیں نہ ان میں جرأت ہے اور طاقت ہے۔ بہر حال ہمیں دعا کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ مسلمان دنیا پر رحم فرمائے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل یکم مئی ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۸)

⁂

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دار جلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ✡ قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ✡ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

بنیادی مسائل کے جوابات

(قسط نمبر94)

- قرآن کریم میں ہے کہ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ظلم سے کیا مراد ہے، کیا میں بھی ان میں شامل ہوں کیونکہ میں نے بھی اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اللہ سے دُور ہوگئی۔ پھر اس نے مجھے توبہ کی توفیق دی۔ کیا نیک لڑکیوں سے بھی نافرمانی ہو جاتی ہے؟
- جامعہ احمدیہ کے ایک استاد کے تحریر کردہ مضمون بعنوان ’’تنقید بخاری‘‘ پر حضورِ انور کی راہنمائی
- کیا لیلۃ القدر بہت ساری ہوتی ہیں جیسے روحانی درجات ہوتے ہیں؟
- چاند کی روشنی بھی پھلوں میں مٹھاس پیدا کرنے اور کئی قسم کی سبزیوں اور پھلوں و پھولوں پر اثر ڈالتی ہے؟ اس فقرہ کی سائنسی حقیقت کیا ہے؟

سوال: پاکستان سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ظلم سے کیا مراد ہے، کیا میں بھی ان میں شامل ہوں کیونکہ میں نے بھی اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اللہ سے دُور ہوگئی۔ پھر اس نے مجھے توبہ کی توفیق دی۔ کیا نیک لڑکیوں سے بھی نافرمانی ہو جاتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۰/جولائی ۲۰۲۳ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اسلام کی تعلیم کا اصل مدعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی انسان کو نیکی یا بدی کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی دونوں کے راستے خوب کھول کر بیان فرما دیے ہیں اور انسان کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ جس راستہ پر چاہے چل کر اپنی اخروی زندگی کو جنتی یا جہنمی بنالے۔

علاوہ ازیں جہاں شیطان ہر لحہ انسان کو بہکانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے وہاں اللہ تعالیٰ بھی اپنے فرشتوں کے ذریعہ دنیا میں نیکی کی تحریکات پیدا کرتا رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کسی سے کوئی گناہ ہو جائے یا کوئی اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے اور پھر وہ توبہ کرتے ہوئے اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نہ صرف معاف فرما دیتا ہے بلکہ ان کے لیے اخروی زندگی میں ایسی جنتوں کے دیے جانے کا وعدہ بھی کرتا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (آل عمران: ۱۳۶، ۱۳۷)

اسی طرح حضور ﷺ کی بے شمار ایسی احادیث ہیں جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی سے کوئی بدی سرزد ہو جائے اور وہ سچے دل سے توبہ کر کے آئندہ اس بدی سے اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہوئے اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص جس نے سو قتل کیے تھے، لیکن جب اس نے سچی توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس سچی توبہ کو قبول کرتے ہوئے اپنے فرشتوں کے ذریعہ اسے جنت میں لے جانے کے سامان پیدا فرمائے۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب حَدِیْثُ الْغَارِ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام توبہ کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قرآن شریف کی رو سے خدا کے کام سب مالکانہ ہیں جس طرح کبھی وہ گناہ کی سزا دیتا ہے ایسا ہی وہ کبھی گناہ کو بخش بھی دیتا ہے۔ یعنی دونوں پہلوؤں پر اس کی قدرت نافذ ہے جیسا کہ مقتضائے مالکیت ہونا چاہیے۔ اور اگر وہ ہمیشہ گناہ کی سزا دے تو پھر انسان کا کیا ٹھکانہ ہے بلکہ اکثر وہ گناہ بخش دیتا ہے اور تنبیہ کی غرض سے کسی گناہ کی سزا بھی دیتا ہے تا غافل انسان متنبہ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۳)

اسی طرح فرمایا: تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی بدیاں ان کو معاف کر دیتا ہے۔ کسی کو یہ دھوکا نہ لگے کہ قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ (الزلزال: ۹) یعنی جو شخص ایک ذرّہ بھی شرارت کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔ پس یاد رہے کہ اس میں اور دوسری آیات میں کچھ تناقض نہیں کیونکہ اس شر سے وہ شر مراد ہے جس پر انسان اصرار کرے اور اس کے ارتکاب سے باز نہ آوے اور توبہ نہ کرے۔ اسی غرض سے اس جگہ شر کا لفظ استعمال کیا ہے نہ ذنب کا تا معلوم ہو کہ اس جگہ کوئی شرارت کا فعل مراد ہے جس سے شریر آدمی باز آنا نہیں چاہتا ورنہ سارا قرآن شریف اس بارہ میں بھرا پڑا ہے کہ ندامت اور توبہ اور ترک اصرار اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ۔ (البقرۃ: ۲۲۳) یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے اور نیز ان لوگوں سے پیار کرتا ہے کہ جو اس بات پر زور لگاتے ہیں کہ کسی طرح گناہ سے پاک ہو جائیں۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۴)

باقی آپ کا سوال کہ ظلم سے کیا مراد ہے تو عربی میں ظلم کی تعریف ہے اَلظُّلۡمُ هُوَ وَضۡعُ الشَّيۡءِ فِيۡ غَيۡرِ مَحَلِّهٖ۔ یعنی کسی چیز کو اس کے نامناسب حال جگہ پر رکھنا ظلم کہلاتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ جب آیت اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ۔ (الانعام: ۸۳) یعنی جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے مخلوط نہیں کیا۔ نازل ہوئی تو صحابہؓ کو یہ بات بڑی گراں محسوس ہوئی اور انہوں نے ظلم کے ان معنوں کے پیش نظر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم میں سے کون ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا؟ اس پر حضور ﷺ نے صحابہؓ کو تسلی دیتے ہوئے سمجھایا کہ یہاں ظلم سے وہ ظلم مراد نہیں جو تم لے رہے ہو بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے کیونکہ شرک میں بھی ایک انسان اللہ تعالیٰ کی صفات ایک ایسی چیز یا ایسے انسان یا ایسے بتوں کو دے دیتا ہے جو ان صفات کے حقیقی حقدار نہیں ہوتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لَيۡسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوۡنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقۡمَانُ لِابۡنِهٖ، يٰبُنَيَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ۔ (لقمان: ۱۴) بات اس طرح نہیں ہے جس طرح تم سمجھ رہے ہو۔ بلکہ ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو فرمایا تھا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کا شریک کسی کو مت قرار دے شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔

(مسلم کتاب الایمان بَاب صِدۡقِ الۡاِيۡمَانِ وَاِخۡلَاصِهٖ)

سوال: جامعہ احمدیہ کے ایک استاد نے اپنا ایک مضمون بعنوان ’’تنقید بخاری‘‘ حضور انور کی خدمت اقدس میں بھجوا کر اس بارے میں راہنمائی چاہی؟ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۳/جولائی ۲۰۲۳ء میں کسی موضوع پر تحقیق کرنے اور مضامین لکھنے کے بارے میں نہایت زریں ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: احادیث خواہ بخاری کی ہوں یا کسی اَور کتاب کی، ان کی صحت اور ان کے قابل استناد ہونے کے بارہ میں تو اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ ہم صرف اس حدیث کو درست تسلیم کریں گے جو قرآن کریم اور سنت نبویہ ﷺ کے مطابق ہوگی اور جو حدیث قرآن کریم کی تعلیم یا آنحضور ﷺ کی سنت کے برخلاف مضمون پر مشتمل ہوگی، اگر اس کی کوئی تاویل یا تطبیق ہو سکے جو اسے قرآن و سنت کی مخالفت سے باہر نکال سکے تو ٹھیک، ورنہ ہم اس کی صحت سے انکار کر دیں گے۔ اور اس بات کو حضور علیہ السلام نے کئی جگہوں پر بیان فرمایا ہے لیکن حضور کی تصنیف لطیف الحق مباحثہ لدھیانہ تو ساری کی ساری اسی مضمون کے گرد گھومتی ہے۔

آپ نے اپنے اس مضمون میں بخاری کی قابل تنقید احادیث کی وہ تعداد جو سابقہ کتب نے بیان کی ہے اسے درج کر دیا ہے، اسی طرح اس تنقید کی بابت مختلف اعداد و شمار کو جمع کر دیا ہے۔ اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ سوائے اس کے کہ یہ اعداد و شمار ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔

آپ، جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے کہ جامعہ احمدیہ میں حدیث کے استاد ہیں اور آپ نے پانچ سال حدیث کے مضمون میں تخصص بھی کیا ہے۔ آپ کی اس تعلیمی قابلیت کے پیش نظر تو آپ کو اس ایک ایک تنقید پر تحقیق کر کے قرآن شریف، احادیث رسول ﷺ اور حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں مقالے لکھنے چاہئیں۔ اور اس تنقید کے بارہ میں اگر پرانے علماء کی بات درست ہے تو اس تنقید کو ان بنیادی ماخذ کی روشنی میں مزید واضح کرنا چاہیے لیکن اگر ان کی بات قابل اصلاح ہو تو ان کے موقف کا انہی بنیادی ماخذ کی روشنی میں ردّ بیان کرنا چاہیے۔

پھر آپ کو صرف انہی احادیث کو قابل تنقید سمجھنے پر ہی اکتفاء نہیں کرنا چاہیے جو پرانے علماء نے بیان کی ہیں۔ بلکہ بخاری کی ایسی احادیث جنہیں پہلے محدثین نے درست سمجھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ معیار کے مطابق اگر ان پر جرح کی ضرورت ہو تو ایسی احادیث پر بھی تنقید کے نکتۂ نظر سے آپ کو تحقیق کر کے مقالہ جات تحریر کرنے چاہئیں۔ مثال کے طور پر بخاری کی یہ حدیث کہ ’’مَنۡ بَدَّلَ دِيۡنَهٗ فَاقۡتُلُوۡهُ‘‘ یعنی جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو۔ اب یہ حدیث قرآن کریم میں بیان ہونے والی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اسی طرح امام بخاری نے اپنی کتاب میں ایک باب ’’اِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنۡ دَارَ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيۡ غُسۡلٍ وَاحِدٍ‘‘ کے عنوان سے قائم کیا ہے اور اس کے تحت جو احادیث درج کی ہیں، ان میں ہرگز یہ مضمون بیان نہیں ہوا کہ حضور ﷺ جب بھی اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے گھر تشریف لے جاتے تھے تو ضرور ہی اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم فرماتے تھے، بلکہ ان احادیث میں تو صحابہ اپنے آقا کی اس انتظامی صلاحیت کو فخر سے بیان کر رہے ہیں کہ ایک انسان کے لیے ایک بیوی کی ذمہ داری ادا کرنا بھی نہایت مشکل ہوتا ہے اور حضور ﷺ ایک وقت میں نو بیویوں کی ذمہ داریاں نہایت احسن طریق سے ادا کر لیتے تھے کیونکہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر

انتظامی صلاحیتوں سے نواز رکھا تھا کہ حضور ﷺ تو ایک وقت میں تیس بیویوں کی بھی ذمہ داریاں باحسن طریق پر ادا کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔

اب اس نہایت خوبصورت مضمون کو امام بخاری نے عنوان باب کے ذریعہ صرف جسمانی تعلق کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ اور بخاری کے عناوین ابواب کے بارہ میں علماء حدیث کا موقف ہے کہ عنوان باب کے ذریعہ امام بخاری نے اس باب میں بیان ہونے والی احادیث کے اس مضمون کو بیان کیا ہے جو امام بخاری خود ان احادیث سے سمجھے ہیں۔

پس اس طرح ایک ایک حدیث پر غور کر کے آپ کو تحقیق اور تحریر کرنی چاہیے، جس سے آپ کا مضمون پڑھنے والے کو پتا چلے کہ ایک عالم اور حدیث کے متخصص نے واقعی علمی تحقیق پیش کی ہے۔

سوال: آسٹریلیا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنا ایک خواب لکھ کر کہ ہر رات فجر سے پہلے تہجد کے وقت لیلۃ القدر ہوتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل آسمان سے زمین پر نازل ہوتے ہیں، دریافت کیا کہ کیا لیلۃ القدر بہت ساری ہوتی ہیں جیسے روحانی درجات ہوتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۳۱؍جولائی ۲۰۲۳ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: آنحضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا برکتوں اور بلند شان والا ربّ ہر رات کو آسمان سے دنیا کی طرف اترتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے کہ میں اسے بخش دوں۔

(بخاری کتاب الجمعۃ بَاب الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ)

پس حضور ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق ہر رات کا یہ آخری پہر قبولیت دعا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا بہترین وقت ہوتا ہے۔ اس لیے جب ایک انسان مجاہدہ کر کے اپنے آرام دہ بستر اور نیند کی لذت کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو کر الحاح و مناجات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی گریہ وزاری کو قبول کرتے ہوئے اسے اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازتا ہے تو یہ بھی اس شخص کے لیے لیلۃ القدر ہی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصۂ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو میں اس کو قبول کروں۔

(الحکم نمبر ۲۷ جلد ۱۰ مورخہ ۳۱؍جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

لیلۃ القدر کی اقسام اور معانی بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں، اوّل تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے بعد وہ زمانہ آیا جبکہ ملائکہ کا نزول ہوا کیونکہ نبی دنیا میں اکیلا نہیں آتا۔ بلکہ وہ بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں ملائکہ کا لشکر ہوتا ہے جو ملائک اپنے اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں۔ سوم لیلۃ القدر انسان کے لیے اس کا وقت اصفیٰ ہے۔ تمام وقت یکساں نہیں ہوتے۔ بعض وقت رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کو کہتے کہ اَرِحْنَا يَا عَائِشَةُ یعنی اے عائشہ! مجھ کو راحت و خوشی پہنچا اور بعض وقت آپؐ بالکل دعا میں مصروف ہوتے جیسا کہ سعدیؒ نے کہا ہے

وقتے چنیں بودے کہ بجبرائیل و میکائیل پرداختے
ودیگر وقت باحفصہ و زینب در ساختے

یعنی ایک وقت آپ جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ مشغول ہوتے تو دوسرے وقت حفصہ اور زینب کے ساتھ ہوتے۔

جتنا جتنا انسان خدا کے قریب آتا ہے یہ وقت اسے زیادہ میسر آتا ہے۔

(الحکم نمبر ۳۲ جلد ۵ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴، ۱۳)

پس لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا اظہار ہے جس کے مختلف معانی اور مختلف شکلیں ہیں۔ اور یہ اجتماعی طور پر بھی انسانیت کو میسر ہو سکتی ہے اور انفرادی طور پر بھی کسی انسان کے حصہ میں آسکتی ہے۔

سوال: محترم ناظم صاحب دارالافتاء ربوہ نے بنیادی مسائل کے جوابات میں ایک سوال کے جواب میں درج اس فقرہ کہ ”چاند کی روشنی بھی پھلوں میں مٹھاس پیدا کرنے اور کئی قسم کی سبزیوں اور پھل پھولوں پر اثر ڈالتی ہے۔“ کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا ہے کہ پھلوں میں مٹھاس پیدا ہونے کا مضمون چاند کی روشنی کی طرف منسوب ہونا نئی تحقیق ہے یا یہ سہواً بیان ہوا ہے؟ کیونکہ تاحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تحقیق ہی سائنسی دنیا میں مسلّم چلی آرہی ہے کہ ”چاند کی روشنی پھلوں کے موٹا کرنے کے لیے اور سورج کی دھوپ ان کو پکانے اور شیریں کرنے کے لیے اور بعض ہوائیں بکثرت پھل آنے کے لیے بلا شبہ مؤثر ہیں۔“ (توضیح مرام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۷۱)؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۷؍اگست ۲۰۲۳ء میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مذکورہ بالا ارشاد میں ایک عمومی بات بیان ہوئی ہے کہ پھل چاند کی روشنی سے موٹے ہوتے اور سورج کی دھوپ سے پکتے اور میٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں اس بات سے انکار نہیں کیا گیا کہ چاند کی روشنی پھلوں میں مٹھاس پیدا نہیں کرتی یا سورج کی دھوپ انہیں موٹا نہیں کرتی۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ بعض پھل سورج کی دھوپ سے پکتے اور میٹھے ہوتے ہیں اور بعض پھل چاند کی روشنی سے بڑھتے ہیں اور بعض چاند کی روشنی سے میٹھے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ایک اور موقعہ پر حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے: چاند، سورج اور اور سیاروں کی تاثیرات کے ہم قائل ہیں۔ ان سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس وقت بھی ان کی تاثیرات کا اثر بچے پر ہوتا ہے۔ یہ امر شریعت کے خلاف نہیں۔ اسی واسطے ہمیں ان کے ماننے میں عذر نہیں۔ نباتات میں چاند کی روشنی کا اثر بیّن طور سے ظاہر ہے۔ چاند کی روشنی سے پھل موٹے ہوتے ہیں۔ ان میں شیرینی پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات لوگوں نے اناروں کے چٹخنے کی آواز تک بھی سنی ہے جو چاند کی روشنی کے اثر سے پھوٹتے ہیں۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۷۷ مطبوعہ ۲۰۲۲ء)

باقی چاند کی روشنی سے پھلوں کے موٹا ہونے اور ان میں شیرینی پیدا ہونے کے بارہ میں تو سائنسی تحقیق تاحال خاموش ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی چاند کی روشنی کے پھلوں اور سبزیوں پر اثر انداز ہونے کی بابت اپنا مشاہدہ بیان فرمایا ہے اور میرا ذاتی مشاہدہ بھی ہے کہ چاند کا اثر پھلوں اور سبزیوں پر ہوتا ہے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 5 اپریل 2025ء)

⁂

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

یعنی اگر محبوب خود سامنے نہیں آتا تو اُس کی آواز تو سنائی دے اور اُس کے حُسن کی کوئی نشانی تو نظر آئے۔

پس ربّ، رحمٰن، رحیم، مالک یوم الدین، ستّار، غفّار، قدّوس، مہیمن، سلام، جبّار، قہّار اور دوسری صفاتِ الٰہیہ کو جب ہم اپنے ذہن میں بٹھا لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی ایک تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے اور اُس کے نتیجہ میں ہمارے دلوں میں اُس کی محبّت پیدا ہو جاتی ہے غرض صفاتِ الٰہیہ کے بار بار دہرانے اور تواتر سے دہرانے کے نتیجہ میں چونکہ خدا تعالیٰ کی ایک تصویر بنتی ہے اور اس تصویر کی وجہ سے ہی ہمارے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح بچوں کے دل میں اپنے ماں باپ کی ملاقات کا اشتیاق ہوتا ہے۔ اسی طرح تمہارا بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی رُوحانی تعلق ہونا چاہئے۔ گویا تمہارا چین اور تمہارا آرام صرف خدا تعالیٰ کے ساتھ ہی وابستہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اسی پر تمہاری رُوحانی زندگی کا مدار ہے۔ اور حج کے بعد ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ دلا کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تمہارا خدا تعالیٰ سے اب ایک روحانی پیوند قائم ہو چکا ہے۔ پس جس طرح ایک بچہ اپنے ماں باپ کے سایۂ عاطفت میں اپنی زندگی کے دن بسر کرتا ہے اور ان کے اخلاق و عادات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اس طرح تم بھی خدا تعالیٰ کی صفات کا آئینہ بنو اور اُسی کے سایۂ عاطفت میں اپنی زندگی کے دن بسر کرو۔

پھر فرماتا ہے۔ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ہم نے پہلے تو تمہیں یہ ہدایت دی ہے کہ تم خدا تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو مگر ہمارا یہ حکم صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جو رُوحانیت میں ابھی اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچے۔ ورنہ جو لوگ اپنے ماں باپ کی محبت میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ہاتھ پوشیدہ دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں ماں باپ کے تعلق کو بالکل ہیچ سمجھتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ کا ایسے رنگ میں ذکر کریں کہ اُن کے دنیوی تعلقات میں اس کی کوئی مثال دکھائی نہ دے اور ماں باپ کا ذکر اس کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہو جائے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم تفسیر سورۃ البقرہ آیت نمبر 201)

⁂

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لئے نُور ہے۔ (قشیریہ، باب التّقویٰ، صفحہ 56)

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات وفرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(تحقیق وترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

باب اول (قسط نمبر 6)

عرب وعجم قبل از اسلام

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباء واجداد

عیسائیوں کا بدکاری میں اول نمبر ہونے کا سبب:

مندرجہ بالا ارشادات میں حضورؑ نے تاریخی حقائق کی بنا پر یہ بات بیان فرمائی ہے کہ اسلام کے ظہور سے قبل عیسائی برائیوں میں تمام اقوام سے آگے بڑھے ہوئے تھے بلکہ تمام دنیا میں برائیوں کی اشاعت کرنے والے بھی عیسائی ہی تھے۔ اس کی وجہ آپؑ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ وہ عیسائیوں کی ترقی اور عروج کا زمانہ تھا اور ہر قسم کی برائی تک ان کی رسائی ممکن تھی۔ جبکہ باقی اقوام کو لغویات میں مبتلا ہونے کی ایسی کھلی مہلت نہ تھی۔ جیسا کہ پادری کینن نے بھی اپنی کتاب تاریخ مسیحی کلیسیا ۳۳ء تا ۶۰۰ء کے صفحہ 168 باب 14 میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے عروج کا زمانہ تیسری صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے عربوں کے ہمسایہ ہونے کے ناطے عیسائیوں اور عربوں کے تجارتی تعلقات قائم تھے۔ عرب سے شام کی تجارت ایک مشہور واقعہ ہے۔ ان دیرینہ تجارتی تعلقات کا نتیجہ تھا کہ شام وغیرہ سے عیسائیوں کا کلچر بھی عرب میں سرایت کرنے لگا۔ نیز بہت سے عیسائی عرب میں آکر آباد بھی ہوگئے تھے۔ مثلاً غسان اور نجران کے علاقے تو خاص عیسائیوں کے مرکز تھے۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ اسلام سے چار صدیاں پہلے عرب میں عیسائی غسان کے راستے اثر ڈالنا شروع کر چکے تھے۔ جیسا کہ مشہور مورخ Philip K Hitti لکھتا ہے:

Such an influence as the Nestorians of al-Hirah had on the Arabs of the Persian border was exerted by the Monophysites of Ghassanland upon the people of al-Hijaz for four centuries prior to Islam these Syrianized Arabs had been bringing the Arab world into touch not only with Syria but also with Byzantium, such personal names as Dawud (David), Sulayman (Solomon), Isa(Jesus)were not uncommon amaong the pre Islamic Arabians.(14)

اسی طرح ایک عیسائی پادری سلطان محمد پال لکھتا ہے ”حضور مسیح کے آسمان پر صعود فرمانے کے تھوڑی مدت بعد عربستان کے مغربی گوشہ شام کی طرف سے مسیحی مذہب عرب میں داخل ہوا۔ یونانی اور سریانی مورخین اور ان کے بعد مسلمان مورخین کی شہادت سے ثابت ہے کہ مسیحی مذہب اول اول حوران کے پایہ تخت یعنی بصریٰ میں داخل ہوا“ (15) عیسائی مورخین کی مذکورہ بالا تحریرات سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ جس زمانہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے اس سے عرصہ قبل ہی عرب میں عیسائیت نے اثرات مرتب کرنے شروع کر دئے ہوئے تھے۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ اسوقت کے عیسائیوں کی حالت کیا تھی۔ اگر تو وہ نیک تھے تو ان کا اثر بھی نیک ہی ہوگا اور اگر وہ بد کرداری میں بڑھ چکے تھے تو انہوں نے عرب میں بھی وہ ہی اثرات مرتب کرنے تھے۔ اور تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ عیسائی اپنے عروج کے تھوڑا عرصہ بعد ہی کئی قسم کی برائیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس بات کا اقرار کئی عیسائیوں نے کیا ہے۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انہی عیسائیوں کے چند حوالے نمونہ کے طور پر پیش فرمائے ہیں۔ ذیل میں چند حوالے پیش ہیں جن میں خود عیسائیوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ پادری ڈبلیو کینن پی ہیرس اپنی کتاب تواریخ مسیحی کلیسیا لکھتا ہے۔ ”ہمارا خداوند یسوع مسیح اس لئے دنیا میں آیا کہ تاریک ممالک کو منور کرے۔ جو اقوام اندھیرے میں پڑی ہیں ان کو نور میں لائے۔ توہمات اور بدرسومات سے چھڑائے۔ جہاں کہیں خدا کی جلالی انجیل پورے طور پر سمجھی اور مانی گئی وہیں لوگ ایسی بیہودگیوں سے آزاد ہو گئے۔ لیکن جہاں کہیں انسانی روایات نے انجیل کی روایات پر پردہ ڈالا اور کلیسیا دنیا مزاج کی ہوگئی وہیں توہمات بڑھتے گئے اور انسان اپنے ہی وہموں کے غلام بن گئے۔ پہلی صدیوں میں کلیسیا تمام بدرسومات اور ہر طرح کے توہمات سے پاک تھی اس لئے انجیل پورے سادہ ایمان سے مانی گئی لیکن جب کہ بہت سے نالائق اشخاص کلیسیا میں گھس گئے اور خادمان دین کا سادہ طرز رہائش جاتا رہا اور سلطنت سے تعلق پیدا ہوگیا۔ دنیاداری اور خودی بڑھ گئی تو انجیل کی سچائی کا اثر بہت کم ہوگیا۔ توہمات بڑھ گئے اور مختلف رسومات کلیسیا میں داخل ہوئیں۔ مونٹن ازم، نودیش ازم اور درویشی فرقے اس لئے پیدا ہوگئے کہ کلیسیا کی روحانی زندگی کا معیار بھی بہت ہی کم ہوگیا“ سیپرین (Cyprian) کا یہ خیال تھا کہ ڈینش (Danish) کی عالمگیر ایذا رسانی اس واسطے ہوئی کہ تیس ۳۰ (تیس) سال کے آرام سے کلیسیا کی روحانی حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ ایسی کہ بیان کرتے شرم آتی ہے۔ مسیحی بتخانوں میں جاکر نمازیں کرانے لگ گئے۔ دیوتاوں کے لئے پریسٹ کا کام بھی شروع کر دیا۔ رومی دیوتاوں کی قربانیوں میں بھی شریک ہونے لگ گئے۔ مسیحی عورتوں نے پجاریوں سے شادیاں کیں، ناپاکی بہت بڑھ گئی۔ بشپوں اور خادمان دین نے تجارت شروع کردی۔ ان حالات کو دیکھ کر کوئی تعجب نہیں کہ کلیسیا میں بدرسومات اور توہمات گھس آئے ہوں۔ ایسی رسومات اور توہمات کا آغاز یوں ہوا کہ دوسری صدی میں مسیحی شہدا کی عزت حد سے زیادہ ہونے لگی۔ ایسے مقدسوں کی عزت وحرمت تو واجب ہے لیکن یہ عزت اس درجہ تک جاپہنچی کہ پرستش ہونے لگی گویا خدا کا حق شہیدوں کو ملنے لگ گیا، شہدا کے مزاروں پر عبادتیں ہونے لگیں، جہاں وہ شہید ہوئے وہیں گرجے بن گئے۔ رفتہ رفتہ شہدا کو وہی درجہ ملنے لگا جو بت پرستوں میں دیوتاوں اور قوم کے بہادروں کو ملتا ہے، ان سے دعائیں مانگنا، خدا کے حضور ان کی سفارشوں کے خواستگار ہونا، شہدا کے تبرکات جیسے ہڈی کے ٹکڑے بال کپڑوں کے ٹکڑے بطور تعویز استعمال ہونے لگے۔ جب ایسے تبرکات کی قدر ہونے لگی تو جعلی تبرکات بننے شروع ہوگئے۔ درویشوں خادمان دین نے ایسی چیزوں کی تجارت شروع کردی۔ اور یہ بھی شہرت ہونے لگی کہ ان سے معجزات بھی سرزد ہوتے ہیں شہدا کی جائے پیدائش اور رہائش وغیرہ زیارت گاہیں بن گئیں۔۔۔ چوتھی صدی میں مقدسہ مریم کی پرستش شروع ہوگئی، پانچویں صدی میں یوٹیکن اور نسٹورین مباحثوں میں یہ پرستش اور بھی عروج پاگئی۔ پہلی تین صدیوں میں اس کا کہیں ذکر تک نہیں پایا جاتا۔ چھٹی صدی میں مقدسہ مریم اور اس کی گود میں بچے کی تصویریں گرجوں میں لگنی شروع ہوگئیں۔ شروع میں نیت تو اچھی تھی کہ ایسی تصاویر سے جاہل تعلیم حاصل کریں مگر رفتہ رفتہ ان تصویروں کے آگے سجدہ ہونے لگا۔ پہلے پہل پیٹر انطاکیہ کے پیٹریارک نے مقدسہ مریم کا نام کلیسیا کی نماز کی کتاب میں درج کیا۔ اس وقت سے اس بات کی قدر ومنزلت یہاں تک بڑھ گئی کہ ساتویں صدی میں محمد صاحب نے سمجھا کہ ثالوث مقدس جن کی پرستش مسیحی کرتے ہیں وہ باپ بیٹا اور مقدسہ مریم ہیں۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صفحہ 17 تا 20، مطبوعہ کینیڈا 2018)

⁂

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید وذیلی تنظیمات قادیان کے اداراجات میں مددگار/ مالی/ کیئرٹیکر/ چوکیدار/ باورچی/ نانبائی/ خادم مسجد گریڈ درجہ چہارم کی ضرورت ہے

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔
(2) اُمیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ تعلیم یافتہ اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔
(3) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔
(4) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے۔
(5) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔
(6) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔
(7) سفرخرچ قادیان آمدورفت وطبی معائنہ کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔
نوٹ انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں
نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516
موبائل: 09888232530,09682627592 دفتر: 01872-501130
E-mail: diwan@qadian.in

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کامل محبت نہ ہو، نہ ہی دنیا کی محبت میں کمی آسکتی ہے، نہ ہی انسان کو مرتے وقت دلی سکون مل سکتا ہے اور نہ ہی مرتے وقت کی بے چینی دور ہوسکتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ستمبر 2018ء)

طالب دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

کپتان ڈگلس اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی

ابھی حال ہی میں سر ڈگلس فوت ہوئے ہیں۔ جو جزائر انڈمان میں کمشنر تھے اور ایک زمانہ میں ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا کہ ایک شخص قادیان میں بیٹھا لکھتا ہے کہ میں مسیح ہوں اور اس طرح وہ ہمارے خدا کی ہتک کر رہا ہے۔ آج تک اس شخص کو کسی نے پکڑا کیوں نہیں۔ اتفاقاً ایک منافق احمدی نے ایک پادری سے کچھ پیسے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الزام لگایا کہ آپ نے اسے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اور اس کے ساتھیوں نے ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کے پاس نالش کر دی اور انہوں نے آپ کے نام وارنٹ جاری کر دیا لیکن اتفاقاً وہ وارنٹ کسی کاپی میں پڑا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب انہوں نے ڈپٹی کمشنر کو توجہ دلائی کہ اتنی دیر سے مقدمہ پیش ہے۔ آپ نے ایکشن کیوں نہیں لیا تو اس نے ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کو لکھا کہ میں نے اتنے عرصہ ہوا فلاں شخص کے نام وارنٹ جاری کیا تھا۔ لیکن مجھے اس کا جواب نہیں آیا۔ اس پر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور (سر ڈگلس) نے جواب دیا کہ میرے پاس وارنٹ آیا ہی نہیں۔ دوسرے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ملزم مذکور کے نام وارنٹ جاری کرنے کا اختیار آپ کو حاصل نہیں وہ میرے علاقہ میں رہتا ہے اس لئے اگر اس کے نام وارنٹ جاری کر سکتا تھا تو میں کر سکتا تھا اس پر ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر نے ساری مسل اس کے پاس بھیج دی۔ یہ شخص جیسا کہ میں نے بتایا ہے اتنا متعصب تھا کہ اس مقدمہ سے چند دن پہلے اس نے کہا تھا کہ قادیان میں ایک شخص نے مسیح کا دعویٰ کیا ہے اور اس طرح وہ ہمارے خدا کی ہتک کر رہا ہے اس کو آج تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں جب مسل آئی تو مسل خواں نے کہا جناب والا یہ کیس وارنٹ کا نہیں بلکہ سمن کا کیس ہے اس لئے وارنٹ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ سمن بھیجا جا سکتا ہے۔ ان دنوں جلال الدین ایک انسپکٹر پولیس تھے جو احمدی تو نہیں تھے لیکن بڑے ہمدرد انسان تھے۔ انہوں نے بھی ڈپٹی کمشنر کو توجہ دلائی کہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ وارنٹ جاری کیا جا رہا ہے۔ یہ وارنٹ کا کیس نہیں سمن کا کیس ہے۔ لہٰذا وارنٹ کی بجائے سمن بھیجنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سمن جاری کیا گیا اور انہی جلال الدین صاحب کو اس کی تعمیل کرنے کے لئے قادیان بھیجا گیا۔ چنانچہ بعد میں مقررہ تاریخ پر آپ بٹالہ حاضر ہوئے جہاں ڈپٹی کمشنر صاحب دورہ پر آئے ہوئے تھے۔

جب آپ عدالت میں پہنچے تو وہی ڈپٹی کمشنر جس نے چند دن پہلے کہا تھا کہ یہ شخص خداوند یسوع کی ہتک کر رہا ہے اس کو کوئی پکڑتا کیوں نہیں اُس نے آپ کا بہت اعزاز کیا اور عدالت میں کرسی پیش کی اور کہا آپ بیٹھے بیٹھے میری بات کا جواب دیں۔ اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی بطور گواہ مدعی کی طرف سے پیش ہوئے۔ عدالت کے باہر ایک بڑا ہجوم تھا اور لوگ بڑے شوق سے مقدمہ سننے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ جب مولوی محمد حسین صاحب عدالت میں پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تو انہیں آگ لگ گئی۔ وہ سمجھتے تھے کہ میں جاؤں گا تو عدالت میں مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہوگی اور بڑی ذلت کی حالت میں وہ پولیس قبضہ میں ہوں گے۔ اب دیکھو یہ مقدمہ ایک انگریز ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیش ہوا تھا اور مدعی بھی ایک انگریز پادری تھا (ڈاکٹر مارٹن کلارک کے متعلق مشہور تھا کہ وہ انگریز ہے لیکن درحقیقت وہ کسی پٹھان کی نسل میں سے تھا جس نے ایک انگریز سے شادی کی ہوئی تھی) اور مولوی محمد حسین صاحب جیسے مشہور عالم بطور گواہ پیش ہو رہے تھے مگر پھر بھی دشمن ناکام و نامراد رہا اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعزاز کیا گیا وہاں آپ کے مخالفین کو ذلّت اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے جب دیکھا کہ آپ کو کرسی پیش کی گئی ہے تو انہوں نے کہا بڑی عجیب بات ہے کہ میں گواہ ہوں مگر مجھے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا ہے اور مرزا صاحب ملزم ہیں مگر انہیں کرسی دی گئی ہے اور اس طرح ان کا اعزاز کیا گیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کو یہ بات بُری لگی۔ اس وقت انگریز مولویوں کو بہت ذلیل سمجھتے تھے۔ وہ کہنے لگا ہماری مرضی ہے ہم جسے چاہیں کرسی پر بٹھائیں اور جسے چاہیں کرسی نہ دیں۔ ان کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ ان کا خاندان کرسی نشین ہے اس لئے میں نے انہیں کرسی دی ہے۔ تمہاری حیثیت کیا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب کہنے لگے کہ میں اہلِ حدیث کا ایڈووکیٹ ہوں اور میں گورنر کے پاس جاتا ہوں تو وہ بھی مجھے کرسی دیتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کہنے لگا تو بڑا جاہل آدمی ہے۔ ملنے جانے اور گواہ کے طور پر عدالت میں پیش ہونے میں بہت فرق ہے۔ ملنے کو تو کوئی چوڑھا بھی آئے تو ہم اس کو کرسی دیتے ہیں اور تو تو اس وقت عدالت میں پیش ہے۔ اس پر بھی مولوی محمد حسین صاحب کو تسلی نہ ہوئی۔ وہ کچھ آگے بڑھے اور کہنے لگے نہیں نہیں مجھے کرسی دینی چاہئے۔ ڈپٹی کمشنر کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور جوتیوں میں کھڑا ہو جا۔ چپڑاسی تو دیکھتے ہی ہیں کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی نظر کس طرف ہے۔ چپڑاسی نے جب ڈپٹی کمشنر صاحب کے الفاظ سنے تو اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو بازو سے پکڑ کر جوتیوں میں لا کھڑا کیا۔ جب مولوی صاحب نے دیکھا کہ میری ذلت ہوئی ہے باہر ہزاروں آدمی کھڑے ہیں اگر انہیں میری اس ذلّت کا علم ہوا تو وہ کیا کہیں گے تو کمرہ عدالت سے باہر نکلے۔ برآمدہ میں ایک کرسی پڑی تھی۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ ذلت کو چھپانے کا بہترین موقع ہے جھٹ کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گئے اور خیال کر لیا کہ لوگ کرسی پر بیٹھے دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ مجھے اندر بھی کرسی ملی تھی۔ چپڑاسی نے دیکھ لیا۔ وہ ڈپٹی کمشنر صاحب کا انداز دیکھ چکا تھا۔ اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر خیال کیا کہ اگر ڈپٹی کمشنر صاحب نے انہیں یہاں بیٹھا دیکھ لیا تو وہ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس خیال کے آنے پر اس نے مولوی صاحب کو وہاں سے بھی اٹھا دیا اور کہا کہ کرسی خالی کر دیں۔ چنانچہ برآمدہ والی کرسی بھی چھوٹ گئی۔ باہر آ گئے تو لوگ چادریں بچھائے انتظار میں بیٹھے تھے کہ مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ ایک چادر پر کچھ جگہ خالی دیکھی تو وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ یہ چادر میاں محمد بخش صاحب مرحوم بٹالوی کی تھی جو مولوی محمد حسین صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے اور اس وقت غیر احمدی تھے بعد میں وہ احمدی ہو گئے۔ انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب کو اپنی چادر پر بیٹھے دیکھا تو غصّہ میں آ گئے اور کہنے لگے میری چادر چھوڑ تو نے تو میری چادر پلید کر دی ہے تو مولوی ہو کر عیسائیوں کی تائید میں گواہی دینے آیا ہے۔ چنانچہ اس چادر سے بھی انہیں اٹھنا پڑا اور اس طرح ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا۔ تو دیکھو یہ آیات بینات ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دشمن کے ہاتھوں سے بری فرمایا۔

(تذکار مہدی صفحہ 174 تا 176، ایڈیشن 2020، یوکے)

❀❀❀

ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد نور الاسلام کے تحت
درج ذیل فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

Our Moto
Your
Satisfaction
MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

مجلس عرفان

● درود شریف سے متعلق سوال کا ایمان افروز جواب

● حضور نے This Week With Huzur Anwar پروگرام میں فرمایا تھا کہ احمدی مردوزن کے لئے بنیادی اور حتمی مقصد یہ ہونا چاہئے کہ احمدیت کے پیغام کو پھیلائیں اور اس کی تعلیم کو عام کریں اس سفر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمیں خود کو کس طرح سے تیار کرنا چاہئے

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ ساؤتھ ایسٹ ریجن کے ایک وفد کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات

بقیہ مجلس عرفان از شمارہ نمبر 23 اپریل 2026ء

ایک شریکِ مجلس کا سوال درود شریف سے متعلق تھا کہ ہم درود شریف میں اٰلِ محمد ﷺ اور اٰلِ ابراہیم علیہ السلام میں تھوڑا سا فرق کرتے ہیں، جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ اَے اللہ! محمدؐ اور اٰلِ محمدؐ پر خاص فضل فرما اور برکت نازل کر جس طرح تُو نے ابراہیمؑ اور اٰلِ ابراہیمؑ پر خاص فضل فرمایا اور برکت نازل کی، تو ایسا ہم کیوں کرتے ہیں؟

حضورِانور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیاء کہلاتے ہیں اس لیے کہ ان کی نسل میں سے حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ حضرت اسحٰقؑ کی نسل میں سے بہت سارے نبی آئے۔ اس کے بعد پھر حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں آنحضرت ﷺ آئے۔ جو اللہ تعالیٰ کی height of blessing حضرت ابراہیمؑ پر تھی، اس کی climax وہ تھی جب وہ دعا کر رہے تھے اور کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے کہ اس نسل میں سے ایسا پیدا کر جس پر شریعت کامل ہو اور اللہ تعالیٰ نے وہ دعا قبول کی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں سے آنحضرت ﷺ کو پیدا کیا۔ تو وہ جو زیادہ سے زیادہ کسی بھی چیز کا ایک فائدہ ہوسکتا تھا اور جو کسی بھی چیز کی climax تھی وہ تو آنحضرت ﷺ کی ذات میں آکے ختم ہوگئی۔

اس لیے ہم دعا کرتے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام تک پہنچایا کہ اس کی انتہا آنحضرت ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوئی، اسی طرح آنحضرت ﷺ کو اس مقام تک پہنچا کے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر جو یہ فضل فرمایا ہے کہ آپؐ کو آخری شرعی نبی بنایا، ساری دنیا میں اس کا فائدہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو پہلے نبی آتے رہے، وہ مختلف چھوٹی قوموں کے لیے آتے رہے، لیکن آنحضرت ﷺ کو پوری دنیا کے لیے بھیجا۔ لیکن پوری دنیا نے ابھی اسلام کو قبول نہیں کیا، اس لیے ہم یہ دعا کرتے ہیں، درود بھیجتے ہیں کہ جس طرح جو فضل اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا، وہی فضل، وہی blessing آنحضرت ﷺ پر کر کہ آنحضرت ﷺ کا دین بھی ساری دنیا میں پھیل جائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام بڑھ گیا، باوجود اس کے آنحضرت ﷺ کا مقام ہی زیادہ ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہی ہے کہ جیسے fruit trees ہیں۔ orange fruits ہیں، اس میں بعض دفعہ ایک درخت پر ہزار سے پندرہ سَو maximum فروٹس لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک mango tree ہے اس پر ہزاروں فروٹ لگ جاتے ہیں۔ تو وہ مثال اس کی یہ ہے کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے درخت کو اتنا maximum کیا کہ اس کا جو maximum potential پھل لگانے کا تھا، وہ اس کو لگ گیا۔ آنحضرت ﷺ کے درخت کو بھی اتنا بڑھایا کہ اس کا جو maximum potential ہے اور Allah knows کہ what is that potential کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ساری دنیا پر اسلام غالب آئے گا اور ساری دنیا کے لیے آنحضرت ﷺ کو بھیجا ہے، باقی کسی نبی کو نہیں بھیجا، تو وہ پھل اس کی جو maximum potential ہے، اس تک وہ پہنچ سکے۔ اس سے یہ مراد ہے۔

یہ مثال اس لیے دی ہے کہ اس وقت دنیا میں نبیوں کی جو history ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ایسے ہیں جن کی نسل میں نبی پیدا ہوئے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے اور آنحضرت ﷺ پیدا ہونے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کا ایک maximum، جو ultimate purpose رکھا ہوا تھا، وہ تو ان کی دعا کا پورا ہو گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تمہیں پوری دنیا کے لیے نبی بنا کے بھیجا ہے اور وہ اس وقت تک پورا نہیں ہو گا جب تک کہ ساری دنیا آنحضرت ﷺ کو ماننے نہ لگ جائے یا اس میں سے جو maximum population ہے، وہ ماننے نہ لگ جائے۔ تو یہ دعا ہے۔

درود شریف میں دعا سکھائی گئی ہے کہ تم یہ دعا کرو کہ آنحضرت ﷺ کو بھی اسی طرح وہ result حاصل ہو جائیں، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی دعا کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ مل گئے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں سے وہ نبی پیدا تو کر دیا جو ساری دنیا کے لیے prophet ہے لیکن اب اس کے کام ابھی پھیلنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں تو عرب کے چند قبائل میں اسلام پھیلا تھا، پھر خلافتِ راشدہ میں پھیلا، پھر بعد میں اَور زیادہ پھیلا، لیکن ابھی بھی دنیا میں اگر دو بلین مسلمان ہیں اور باقی چھ بلین so called عیسائی، atheist اور دوسرے لوگ ہیں تو ابھی تو جب تک ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا میں چھ بلین مسلمان ہو گئے، اس وقت تک تو آنحضرت ﷺ کی وہ چیز حاصل نہیں ہوئی۔

اس لیے درود شریف کا مطلب یہی ہے کہ ہمیں درود شریف پڑھنا چاہیے، ساتھ کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ وہ پھل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا اور جو pinnacle تھا، جو اس کی height تھی، وہ آنحضرت ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوا، وہ آنحضرت ﷺ کو اب اتنا دے کہ دنیا میں ہم حقیقی مسلمانوں کو، یہ مسلمان نہیں جو پیسہ آئے تو casino میں جا کے یا شراب پینے میں خرچ کر دیتے ہیں، وہ مسلمان جو حقیقی مسلمان ہیں، وہ مسلمان دے۔

قارئین کی معلومات کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ Pinnacle ایک انگریزی لفظ ہے جس کا اردو میں مطلب بلند چوٹی، عروج یا کامیابی کی بلند ترین سطح ہے۔ اس کا استعمال کسی چیز یا کسی شخص کی کامیابی یا بلندی کی انتہا، حدِّ کمال اور شان و شوکت کو ظاہر کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

اگر آپ اس طرح درود پڑھتے ہوئے درود پڑھیں گے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا فضل فرما! جو بہت زیادہ فضل ہے۔ صَلِّ کیا ہے، صَلِّ کا مطلب ہے دعا کرنا، اللہ تعالیٰ دعا تو نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں کہ تُو اپنا اتنا فضل کر کہ جو سارا تیری دنیا و کائنات کا سسٹم ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا دے اور ان کے دلوں میں یہ پیدا کر دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہت اونچا ہے۔ جس طرح تُو نے ابراہیمؑ کے زمانے میں ان کی نسل میں سے نبی پیدا کر کے لوگوں کے دلوں میں ابراہیمؑ کا ایک تقدّس پیدا کیا، ایک مقام پیدا کیا، ایک status پیدا کیا۔

اور پھر اَللّٰھُمَّ بَارِكْ، اس کو اتنی برکت دے کہ وہ پھیلتا جائے، پھر یہاں ایک دفعہ مل کے رک نہ جائے بلکہ وہ پھیلتا جائے اور اگر اس طرح انسان درود پڑھے اور دعا کرے تو وہ دعا پھر ایسی ہے کہ جو حقیقی مسلمان کو آرام سے نہیں بیٹھنے دے گی، وہ کوشش کرے گا کہ مَیں دعا کے ساتھ کوشش بھی کروں کہ لوگوں کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کے نیچے لے کے آؤں۔

ایک خادم نے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میرا سوال یہ ہے کہ This week with Huzoor کی گذشتہ قسط میں حضورِانور نے فرمایا تھا کہ احمدی مَردوزن کے لیے بنیادی اور حتمی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ احمدیت کے پیغام کو پھیلائیں اور اس کی تعلیم کو عام کریں۔ اس سفر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہمیں خود کو کس طرح سے تیار کرنا چاہیے؟

حضورِانور نے اس پر استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ کیا آپ پنج وقتہ نمازیں ادا کرتے ہیں؟ سائل نے اثبات میں تصدیق کی تو حضورِانور نے راہنمائی فرمائی کہ تو پھر اپنی نمازوں میں یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدف یا مقصد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت کرو اور اس کے معانی کو جاننے کی کوشش کرو نیز اس کا ترجمہ اور تفسیر سیکھو۔ اور تمام قرآنی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

حضورِانور نے مزید فرمایا کہ پھر اگر آپ ایک باعمل مسلمان ہو اور قرآن کریم میں مذکور تمام احکامات پر عمل درآمد کرتے ہو جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل کرتے ہو تو پھر آپ کامل مسلمان بن جاؤ گے۔ اگر آپ ایک کامل مسلمان ہو اور آپ ساتھ ساتھ دعائیں بھی کر رہے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔ اور یہ بھی آپ کے لیے اسلام اور احمدیت کا پیغام پھیلانے میں ممد و مددگار ثابت ہوگا۔

حضورِانور نے اس بات پر بھی زور دیا کہ احمدیت کا پیغام کیا ہے؟ احمدیت کا پیغام جو دراصل حقیقی اسلام کا پیغام ہے تو یہ وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم اسلام کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق ہونا چاہیے۔ کبھی کسی نماز کو نہ چھوڑنا۔ تمام نمازیں فرض ہیں اور ان کو پورے انہماک سے ادا کرو اَور قرآنِ کریم کی تلاوت کرو اور قرآنی تعلیمات اور احکامات سے بخوبی واقف ہو جاؤ تا کہ آپ خود اس پر عمل کر سکو اور دوسروں کو بھی اس پیغام کو پہنچا سکو۔

حضورانور نے واضح فرمایا کہ اسی طرح ہوگا، اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں، صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔

ملاقات کے اختتام پر تمام حاضرینِ مجلس کو ازراہِ شفقت حضورِانور کے ہمراہ گروپ تصویر بنوانے اور بطورِ تبرک قلم حاصل کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 16 جنوری 2025)

❁❁❁

ولادت و درخواستِ دُعا

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم سعید احمد صاحب مربی سلسلہ پالگھاٹ (کیرلہ) کو 17/اپریل 2026ء کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام ''ماہم سعید'' تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ وقفِ نَو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم V.V سلیمان صاحب و مکرمہ P.P لیلا صاحبہ آف کالیکٹ حال مقیم بنگلور کی پوتی اور مکرم محمد اقبال صاحب آف کوئمبٹور کی نواسی ہے۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے بچی کو صحت و سلامتی والی فعال زندگی عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین کا موجب ہو۔ آمین۔

(راجہ جمیل احمد انسپکٹر بدر)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

صحابۂ کرامؓ کی بے مثال قربانیاں، تقویٰ واخلاص کی تعلیم، اور موجودہ حالات میں دعا، صبر اور استقامت کی جامع ہدایات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/نومبر 2025ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے لیے کس دعا کا خاص اہتمام فرمایا؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے نہایت درد دل کے ساتھ تین مرتبہ دعا فرمائی:

”اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔“

اس کے بعد فرمایا کہ میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

یہ دعا آپ ﷺ کی اپنی امت سے بے پناہ محبت اور شفقت کو ظاہر کرتی ہے۔

سوال:: حضرت مصلح موعودؓ نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ صحابہؓ وہ لوگ تھے جو ہر خطرے کے وقت اپنی جان بلا دریغ پیش کر دیتے تھے۔

کوئی تکلیف انہیں تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی بلکہ ہر خدمت کو خوشی سے قبول کرتے تھے۔

سوال: غزوۂ تبوک کے موقع پر خواتین نے کس طرح قربانی کا مظاہرہ کیا؟

جواب: خواتین نے بھی غیر معمولی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اپنے زیورات اتار کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے اور اپنے شوہروں اور بیٹوں کو جہاد کے لیے ترغیب دی۔

سوال: ایک صحابی اور ان کی اہلیہ کا واقعہ کیا سبق دیتا ہے؟

جواب: جب ایک صحابی گھر آئے تو ان کی بیوی نے انہیں محبت سے روک کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ میدان میں ہیں اور تم آرام کر رہے ہو؟ یہ سن کر وہ فوراً لشکر میں شامل ہو گئے۔ یہ واقعہ دین کو دنیاوی تعلقات پر ترجیح دینے کا درس دیتا ہے۔

سوال: غزوۂ تبوک کے سفر میں آنحضرت ﷺ نے کیا اہم خطاب فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا:

سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے، بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے، جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے، دل کا اندھا ہونا سب سے برا اندھا پن ہے، بہترین دولت دل کی دولت ہے۔ یہ خطاب ایک جامع اخلاقی وروحانی نصیحت ہے۔

سوال: بہترین اور بدترین انسان کے متعلق کیا ارشاد فرمایا گیا؟

جواب: بہترین انسان وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے اور لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ بدترین وہ ہے جو قرآن پڑھتا ہے مگر اس پر عمل نہیں کرتا۔

سوال: مہمان نوازی کے بارے میں کیا تعلیم دی گئی؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہترین انسان وہ بھی ہے جو کشادگی کے ساتھ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کا حق ادا کرے۔

سوال: قیصر روم (ہِرقُل) کو خط بھیجنے کا کیا واقعہ ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت کے لیے خط بھیجا۔ ہِرقُل نے بظاہر دلچسپی ظاہر کی مگر اپنی حکومت کی وجہ سے ایمان نہ لایا۔ یہ واقعہ دنیاوی مفاد اور حق کے درمیان کشمکش کو ظاہر کرتا ہے۔

سوال: اہلِ ایلہ اور دیگر قبائل کے ساتھ کیا معاہدات ہوئے؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے مختلف قبائل کے ساتھ امن کے معاہدے کیے اور انہیں مکمل تحفظ فراہم کیا۔ یہ اسلام کی امن پسندی اور عدل پر مبنی تعلیم کا واضح ثبوت ہے۔

سوال: حضرت خالد بن ولیدؓ کے سریہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: حضرت خالدؓ کو دُومة الجندل بھیجا گیا جہاں انہوں نے اُکیدر کو گرفتار کیا۔ بعد میں صلح ہوئی اور اسے امان دی گئی۔ یہ واقعہ حکمت، بہادری اور انصاف کا نمونہ ہے۔

سوال: حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ کے واقعہ سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: آپؓ نے دین کے لیے سب کچھ قربان کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو قبر میں خود اتار کر دعا کی:

”اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں، تو بھی راضی ہوجا۔“

یہ اللہ اور رسول کی رضا کے حصول کی اعلیٰ مثال ہے۔

سوال: تبوک میں قیام اور واپسی کے بارے میں کیا ذکر ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے تقریباً بیس دن تبوک میں قیام فرمایا۔ کوئی بڑی جنگ نہ ہوئی اور آپ ﷺ معاہدات کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ پورا سفر تقریباً دو سے اڑھائی ماہ پر مشتمل تھا۔

سوال: موجودہ حالات کے حوالے سے کن لوگوں کے لیے دعا کی تحریک کی گئی؟

جواب: دعا کی خاص تحریک کی گئی:

بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لیے، پاکستان کے احمدیوں کے لیے، فلسطینی مسلمانوں کے لیے، افریقہ کے احمدیوں کے لیے، اللہ تعالیٰ سے امن، حفاظت اور نصرت کی دعا کی گئی۔

سوال: مرحوم محمد حسین صاحب کا ذکر کیسے کیا گیا؟

جواب: آپ ایک نیک، مخلص، تہجد گزار اور مالی قربانی میں آگے بڑھنے والے انسان تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی مالی قربانی ادا کی اور دین کی خدمت میں نمایاں رہے۔ آپ کے لیے مغفرت اور درجات کی بلندی کی دعا کی گئی۔

سوال: اس خطبہ کا مرکزی پیغام کیا ہے؟

جواب: اللہ سے مغفرت کی طلب، صحابہؓ کی قربانیوں سے سبق، تقویٰ، سچائی اور اخلاص کی اہمیت، دین کو دنیا پر مقدم رکھنا، موجودہ حالات میں دعا اور صبر۔ ❁❁❁

افسوس! محترم مولانا عبدالسلام انور صاحب مربی سلسلہ وفات پاگئے

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم مولانا عبدالسلام انور صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم غلام محمد راتھر صاحب 13 اپریل 2026ء بروز جمعۃ المبارک ڈیڑھ ماہ علالت کے بعد اپنے آبائی گاؤں شورت (کشمیر) میں وفات پاگئے۔ مرحوم نے 1971ء میں مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور 1979ء میں فارغ ہوئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپ کو ہندوستان میں کئی جگہوں پر خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ وادی کشمیر سے باہر آپ نے 34 سال تک خدمت کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی پہلی شادی جماعت احمدیہ بھدرواہ (جموں کشمیر) کے ایک مخلص احمدی ملک عبدالرحمان صاحب مرحوم کی بڑی بیٹی ممتاز بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی جن کی تین سال بعد وفات ہو گئی۔ مرحوم ملک عبدالرحمان صاحب نے مکرم عبدالسلام انور صاحب کے حُسن خلق سے متاثر ہوکر اپنی تیسری بیٹی زاہدہ بیگم صاحبہ سے مولوی صاحب کی شادی کردی جن سے آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ابھی ایک لڑکے کی شادی ہونی ہے۔ باقی بچے شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔

مرحوم کا جنازہ مکرم رضوان احمد صاحب معلم سلسلہ شورت نے پڑھایا اور وہیں مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ کشمیر میں ان دنوں موسمی حالات کی خرابی کی وجہ سے ان کی میّت کو قادیان نہیں لایا جاسکا۔

مرحوم شریف النفس، منکسر المزاج، امانت دار، مہمان نواز، خلیفہ وقت اور نظام جماعت کے وفادار تھے۔ مرحوم کو 2011ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کرنے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ اکثر ذکر کرتے تھے کہ حضور کی نظر میں واقفین زندگی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ وفات کے بعد پھر دنیا میں دوبارہ مجھے بھیجتا تو مَیں اپنے آپ کو پھر وقف کرتا۔ مرحوم ہمیشہ تاکید کیا کرتے تھے کہ ہم نے کسی کی کمزوری کو نہیں دیکھنا بلکہ ہم نے اس کو دیکھنا ہے جس کی بیعت کی ہے۔

مرحوم بہت ساری خوبیوں اور صفات کے مالک تھے اور جماعت کے ایک قابل اور نڈر مبلغ تھے۔ عبادت گذار، دُعا گو، ملنسار، خوش اخلاق اور مہمان نواز تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ ادارہ بدر مرحوم کی مغفرت کے لئے دُعا گو ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

❁❁❁

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”وفا کو بھی بڑھائیں، اپنے تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی بڑھائیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/مئی 2015)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

JYOTI TIMBER TRADERS

Deals in:Teak,Sal,Piasal,
Gambhari,Accasia etc.

SK ZAHID AHMAD, AT : Kuansh.
P.O/Dist - Bhadrak - 756100 (Odisha)
Mobile No. 9437113564 - 9437185000

طالب دعا: شیخ زاہد احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All, Hatred for None

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

جلسہ سالانہ کی برکات، اسلامی مہمان نوازی کے سنہری اصول، اور کارکنانِ جلسہ کیلئے اخلاص، صبر اور دعا کی تلقین

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20/جولائی 2007ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جلسہ سالانہ یوکے کی کیا خصوصیت بیان فرمائی گئی؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد جلسہ سالانہ یوکے صرف مقامی نہ رہا بلکہ بین الاقوامی حیثیت اختیار کر گیا۔ جب تک خلافت یہاں قائم ہے، اس کی یہ بین الاقوامی حیثیت برقرار رہے گی۔

سوال: یوکے جماعت کے کارکنان کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے جماعت کے کارکنان اس قدر تربیت یافتہ ہو چکے ہیں کہ لاکھوں مہمانوں کا انتظام بھی بغیر کسی گھبراہٹ کے بہترین انداز میں کر سکتے ہیں۔

یہ تربیت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی رہنمائی اور تجربہ کار افراد کی مدد سے حاصل ہوئی۔

سوال: پاکستان میں جلسہ سالانہ کے حوالے سے کیا فکر اور دعا کی تحریک کی گئی؟

جواب: حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں طویل تعطل کی وجہ سے کارکنان کا تجربہ کم ہو گیا ہے، اس لیے دعا کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ وہاں بھی جلسہ کے انعقاد کے سامان پیدا فرمائے اور مشکلات دور کرے۔

سوال: جلسہ سے پہلے خطبہ دینے کا بنیادی مقصد کیا ہوتا ہے؟

جواب: اس خطبہ کا مقصد کارکنان کو ان کی ذمہ داریوں کی یاددہانی کروانا، ان میں روحانی جذبہ پیدا کرنا اور مہمان نوازی کے اسلامی اصولوں کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے۔

سوال: مہمان نوازی کے متعلق قرآن کریم سے کیا مثال پیش کی گئی؟

جواب: حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ بیان فرمایا کہ جب مہمان آئے تو بغیر دیر کیے بہترین کھانا پیش کیا۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ مہمان کو بغیر پوچھے خوش دلی سے بہترین ممکنہ خدمت فراہم کی جائے۔

سوال: اسلامی مہمان نوازی کا اصل اصول کیا ہے؟

جواب: اصل اصول یہ ہے کہ:

مہمان کو بوجھ محسوس نہ ہونے دیا جائے، خوش دلی سے خدمت کی جائے، تکلف سے بچتے ہوئے بہترین ممکنہ انتظام کیا جائے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مہمان نوازی کو ایمان کے ساتھ کیسے جوڑا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ یہ مہمان نوازی کو ایمان کی نشانی قرار دیتا ہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہمان نوازی کا ایک نمایاں واقعہ کیا ہے؟

جواب: ایک کافر مہمان آیا جس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بغیر کسی ناگواری کے اس کی خدمت جاری رکھی۔ یہ اعلیٰ ظرفی اور بے تکلف مہمان نوازی کی مثال ہے۔

سوال: انصاری صحابی کے واقعہ سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: ایک انصاری صحابی نے مہمان کو کھانا کھلانے کے لیے اپنے بچوں کو بھوکا سلا دیا اور خود بھی نہ کھایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ایثار پر خوش ہو کر قرآن میں اس کی تعریف فرمائی۔ یہ قربانی اور مہمان کے حق کو مقدم رکھنے کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کا کیا نمونہ بیان ہوا؟

جواب: آپؑ نے اپنی بیماری کے باوجود مہمان سے ملنے کو ترجیح دی اور فرمایا کہ مہمان کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ مہمان نوازی کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

سوال: منی پور کے مہمانوں والا واقعہ کیا سبق دیتا ہے؟

جواب: جب مہمان ناراض ہو کر واپس جا رہے تھے تو حضرت مسیح موعودؑ خود ان کے پیچھے گئے، معذرت کی اور واپس لے آئے۔ پھر مکمل توجہ اور محبت سے ان کی خدمت کی۔ یہ عاجزی اور مہمان کے احترام کی اعلیٰ مثال ہے۔

سوال: مہمان نوازی کے لیے پرندوں کی حکایت سے کیا سبق دیا گیا؟

جواب: اس حکایت میں بتایا گیا کہ مہمان کی خدمت کے لیے قربانی کا اعلیٰ معیار ہونا چاہئے۔ مطلب یہ کہ اپنی راحت کو قربان کر کے بھی مہمان کی خدمت کی جائے۔

سوال: کارکنان کو مہمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنے کی ہدایت دی گئی؟

جواب: ہر مہمان کو برابر سمجھا جائے اس کے لباس یا حیثیت کو نہ دیکھا جائے اخلاص کو مدنظر رکھا جائے، صبر، حوصلہ اور حسن اخلاق سے پیش آیا جائے۔

سوال: اگر مہمان کی طرف سے کوئی غلطی ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: کارکنان کو صبر اور برداشت سے کام لینا چاہئے۔ مثلاً صفائی کے معاملات میں شکایت کے بجائے خود اصلاح کرنی چاہئے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بستر صاف کیا۔

سوال: جلسہ کے مختلف شعبہ جات کے کارکنان کو کیا ہدایات دی گئیں؟

جواب: رہائش، خوراک، صفائی، ٹرانسپورٹ، طبی امداد وغیرہ، ہر شعبہ کے کارکنان کو حسن اخلاق سے کام لینا، مہمانوں کی ضروریات کا خیال رکھنا شکایت کے بغیر خدمت کرنا۔

سوال: کارکنان کے لیے سب سے اہم چیز کیا بیان کی گئی؟

جواب: صبر، حوصلہ، اعلیٰ اخلاق اور سب سے بڑھ کر دعا

سوال: بارش کے حوالے سے کیا ہدایت دی گئی؟

جواب: بارش سے انتظامی مشکلات کے پیش نظر دعا کی تحریک کی گئی کہ اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے اور کسی قسم کی رکاوٹ نہ آئے۔

سوال: پاکستان کے حالات کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا گیا؟

جواب: فرمایا کہ حالات خراب ہو رہے ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں، جو کہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ دعا کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ ملک کو محفوظ رکھے اور لوگوں کو عقل دے۔

سوال: اس خطبہ کا مرکزی پیغام کیا ہے؟

جواب: مہمان نوازی ایمان کا حصہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے نمونوں کی پیروی کارکنان کے لیے صبر، اخلاص اور حسن اخلاق، دعا اور روحانیت کی اہمیت، جماعتی خدمت کو عبادت سمجھ کر انجام دینا۔

* * *

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29 اکتوبر 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

(1) مکرم وسیم احمد شاہد صاحب
ابن مکرم نواب دین صاحب
(والتھن آن تھیمز۔ یوکے)

۲۵/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۶۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم مکرم منشی سبحان علی صاحب مرحوم (کاتب روزنامہ الفضل ربوہ) کے نواسے تھے۔ مرحوم پاکستان میں جہاں بھی رہے ساری زندگی جماعت کی خدمت بجالاتے رہے۔ اسلام آباد (پاکستان) میں صدر حلقہ اور قائد علاقہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ۱۹۷۴ء میں اسمبلی کی کارروائی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ٹیم کو کتب اور حوالہ جات پہنچانے کا کام بھی کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم امان اللہ امجد صاحب کے سسر تھے۔

(2) مکرم عبد المتین صاحب
ابن مکرم عبد الرحمٰن صاحب
(آف ناروے)

۱۹/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۷۲ سال کی عمر میں ناروے میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ کے بھائی حضرت حافظ ملک محمد صاحبؓ کے پوتے تھے۔ مرحوم ۱۹۸۷ء میں ناروے آئے اور کرسچن سینڈ جماعت کے ابتدائی ممبران میں شامل ہوئے۔ آپ نے ۹ سال صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، جماعت کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۳ بیٹے اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم ملک ذوالفقار علی صاحب
ابن مکرم ملک دوست محمد صاحب (خوشاب)

۱۴/ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۶۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز اور خلافت کے سچے وفادار تھے۔ دوسروں کو بھی ہمیشہ نظام جماعت سے وابستگی، مالی قربانی اور خلافت سے وفا کی تلقین کرتے تھے۔ آپ نے مقامی سطح پر سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی میٹنگز میں شرکت ان کی ترجیح تھی۔ آپ کے ڈیرہ پر روزانہ جماعتی موضوعات پر مجالس کا انعقاد ہوتا۔ آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ جماعتی لٹریچر کا گہرا مطالعہ کرتے اور کئی مناظرے علماء اور غیر از جماعت افراد کے ساتھ کر چکے تھے جن میں آپ اپنے مضبوط دلائل سے کامیاب رہے۔ آپ نے اپنے ڈیرہ پر ہومیوپیتھی ڈسپنسری بھی قائم کی جس سے علاقے کے لوگ مستفید ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ بھی لوگوں کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ رشتہ داروں کا بھی بہت خیال رکھتے اور ہر خوشی غمی میں شریک ہوتے۔ آپ نے اپنی بہن اور دو بچوں کی وفات کے صدمات کو صبر اور حوصلے سے برداشت کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم ملک وزیر خان ساجد صاحب کے خالہ زاد بھائی تھے۔

(2) مکرم خواجہ عبد المجید انصاری صاحب
ابن مکرم خواجہ عبد الواجد انصاری صاحب
(حیدرآباد۔ انڈیا)

۳۰/ستمبر ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے سرکاری ادارے میں لوہار (Blacksmith) کے طور پر کام کرتے رہے

اور سن ۲۰۰۰ء میں رضا کارانہ ریٹائرمنٹ لی۔ موروثی طور پر اپنے والد سے طب کا ہنر حاصل کیا اور یونانی اور ایلوپیتھی معالج کے طور پر غریبوں کا مفت علاج کرتے رہے۔ آپ کی زندگی تقویٰ، عبادت، قربانی اور خدمتِ خلق کا عملی نمونہ تھی اور جماعتی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ آپ کی سادگی، ہمدردی، عاجزی اور خدمت کا جذبہ ہر کسی کے دل میں نقش ہے۔ آپ نے محدود وسائل کے باوجود اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور اُن کے اندر جماعتی خدمت کا جذبہ پیدا کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کی اولاد اور اہل خانہ مختلف رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ محمودہ شاہدہ احمد صاحبہ
اہلیہ مکرم چودھری منور احمد صاحب BT (گلاسگو)

۳/اگست ۲۰۲۵ء کو ۸۸ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت چودھری نعمت اللہ گوہر صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت علی محمد صاحب بی اے بی ٹی رضی اللہ عنہ کی بہو اور مکرم عبد الرحمٰن شاکر صاحب کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۶۵ء میں شادی ہوئی اور اگلے سال ہی یوکے آ گئی تھیں اور گلاسگو میں بیت الخبیر مشن ہاؤس کے اوپر کے حصہ میں رہائش اختیار کی۔ مرحومہ کو لمبا عرصہ گلاسگو میں صدر لجنہ اور جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مہمانوں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ مرحومہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورہ گلاسگو کے دوران ان کی ضیافت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، غریب پرور اور خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والی بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم معاذ احمد صاحب صدر جماعت گلاسگو کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحومہ مکرم لارڈ طارق احمد صاحب بی ٹی کی بھاوج تھیں۔

(4) مکرمہ فرح دیبا صاحبہ
اہلیہ مکرم الطاف حسین صاحب
(کینیڈا)

۷/جولائی ۲۰۲۵ء کو ۶۲ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت چودھری اخلاص خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ایک نہایت نیک فطرت، باوفا اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ پاکستان میں سیکرٹری وقف جدید ربوہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کی پابند، خلافت کی مطیع اور فرمانبردار، غریب پرور اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ایک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرمہ خدیجہ رابیو صاحبہ
اہلیہ مکرم محمد رابیو صاحب
(ہالینڈ)

۲/ستمبر ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق مراکش سے تھا۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بڑی صابرہ وشاکرہ، سادہ مزاج، قناعت پسند، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے میاں کے ساتھ MTA دیکھنے کے بعد احمدیت قبول کی تھی اور خاندان کی مخالفت کے باوجود آخر وقت تک اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ آپ نے زندگی میں بہت سختیاں جھیلیں۔ ایک حادثے میں آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں، کولہے کی ہڈی ٹوٹی اور آخر میں پتے کے کینسر کی شدید تکلیف بھی برداشت کی لیکن کبھی زبان پر شکوہ نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ اور خلافت کی بے حد وفادار تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے شامل ہیں جن میں سے صرف ایک بیٹا احمدی ہے۔

(6) مکرمہ حاجیہ خدیجہ مومن کورے صاحبہ
اہلیہ مکرم الحاج الحسن بن صالح صاحب مرحوم
(گھانا)

۲۲/مارچ ۲۰۲۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ شمالی گھانا کے پہلے احمدی چیف کی بیٹی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بڑی عاجز، مہمان نواز، سخی دل، صلہ رحمی کے جذبہ سے سرشار، دیندار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے دینی فرائض خصوصاً چندہ جات کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھیں۔ آپ مکرم مولانا عبد الغفار احمد صاحب (مربی سلسلہ نوٹنگھم یوکے) کی خوش دامن تھیں۔

(7) مکرم نصیر احمد صاحب
ابن مکرم منشی سبحان علی صاحب
(کینیڈا)

۳۰/اگست ۲۰۲۵ء کو ۸۹ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں ۳۷ سال تک ملازمت کرتے رہے اور اسی دوران ۱۹۷۴ء میں اسمبلی کی کارروائی کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ٹیم کو کتب اور حوالہ جات مہیا کرنے کی بھی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، جماعت کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہنے والے، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی مکرم عبد السلام ظافر صاحب جامعہ احمدیہ یوکے کے پرنسپل رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کے بھانجے مکرم محمود احمد ناصر صاحب کینیڈا میں بطور واقف زندگی خدمت بجالا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❀❀❀

وصــــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12580: میں محمد نوشاد احمد قادری ولد مکرم محمد ظہیر الدین قادری صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: یکم جون 1966ء پیدائشی احمدی ساکن: باغملی حاجی پور ضلع ویشالی بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک عدد مکان بمقام باغ ملی حاجی پور بہار جس کا کل مربہ 800 اسکوئر فٹ ہے۔ خالی زمین ایک کٹھہ بمقام باغملی اور خالی جگہ زمین 3 خالی زمین۔ 14 دھور بمقام باغملی حاجی پور خاتہ نمبر 133، خسرہ نمبر 133 میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد شہاب الدین العبد : محمد نوشاد احمد قادری گواہ : فاروق احمد

مسل نمبر 12581: میں ناظم الدین ولد مکرم کنکی احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 40 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: جدہ شہر سعودی عرب مستقل پتہ: Bathery (H)Mannakad کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 نومبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 2500SAR ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : Rouf thayyil العبد : ناظم الدین گواہ : ناظر احمد ایم سی

مسل نمبر 12582: میں رؤوف تھائل ولد مکرم Hamza Thayyil صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 5 اپریل 1981ء پیدائشی احمدی ساکن: جدہ سٹی سعودی عرب مستقل پتہ: thayyil thiruvizhamkunnu پالاکاڈ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 نومبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 10 سینٹ زمین پر ایک گھر ہے جس کی قیمت -/25,00,000 روپے ہے۔ 15 سینٹ زمین، 25 سینٹ زمین، 22 سینٹ زمین، 18 سینٹ زمین جس پر چار گھر تعمیر ہیں (جس کی قیمت لگ بھگ 40 لاکھ ہے) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 1500sr ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : نہاد العبد : رؤوف تھائل گواہ : سراج احمد

مسل نمبر 12583: میں شبنم بیگم زوجہ مکرم ہدایت محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 16 جون 1987ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: رزیرو پولیس لائن ضلع سندر گڑھ صوبہ اڈیشہ مستقل پتہ: کرڈا پلی ٹگیریا ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 نومبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار 6 گرام، کان کا پھول 5 گرام، بالا 5 گرام، ناک پھول 1 گرام، مانگ ٹیکا 2 گرام، چین 3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پاؤں جیب 30 گرام اور 20 گرام حق مہر -/30,505 روپے۔ بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : ہدایت محمد الامۃ : شبنم بیگم گواہ : شیخ مشیر الدین

مسل نمبر 12584: میں پرویز احمد ولد مکرم قریشی مبارک احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 27 اگست 1985ء پیدائشی احمدی ساکن: حلقہ مسرور قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 اپریل 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/9,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شکیل احمد طاہر العبد : پرویز احمد گواہ : ناصر احمد زاہد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 30 April - 2026 Issue. 18

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک ہی شخص کو صدیق اور امین کا خطاب دینا بتاتا ہے کہ آپ کی امانت اور صدق اعلیٰ درجہ کے تھے

سچائی کے حوالے سے آنحضور ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24/ اپریل 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

آنحضرت ﷺ کے سچائی کے اعلیٰ معیار کے حوالے سے آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور مومنوں کو نصیحت اور ہدایت کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہوا تھا۔ اس سلسلے میں مزید بیان کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی علامت کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔ اب دیکھیں کہ یہ عادت عموماً لوگوں میں ہوتی ہے جماعت میں بھی بعض لوگوں میں بہت زیادہ موجود ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کے صحابہؓ کو جھوٹ سے بڑھ کر کوئی خصلت زیادہ ناپسند نہ تھی۔ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بول دیتا تو وہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں رہتی۔ آپؐ کو پتا ہوتا کہ جھوٹ بولا ہے اور آپؐ کو اس کا بڑا درد ہوتا اور اس کو محسوس کرتے اور دل میں بھی رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے اِس سے توبہ کر لی ہے اصلاح کر لی ہے اور جھوٹ بولنے سے اس نے مکمل طور پر اجتناب شروع کر دیا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری ایک سوت ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ میں اپنے خاوند کے مال سے خوب سیر ہونے کا اظہار کروں کہ مجھے میرا خاوند بڑا دیتا ہے جو اس نے مجھے نہیں دیا ہوتا، صرف اس کو چڑانا چاہتی ہوں، اس کو تنگ کرنا چاہتی ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: جو شخص اس چیز سے جو اس کو نہیں دی گئی سیر ہونے کا اظہار کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا۔

اس کی شرح میں لکھا ہے کہ کپڑے کا لفظ یہاں بطور مثال استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص جھوٹ اور فریب سے کام لینے والا ہے اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہیں ایک کو اوڑھا ہوا ہے اور دوسرے کو تہ بند بنایا ہوا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں جن میں ہوں وہ پورا منافق ہوتا ہے اور جس میں ان خصلتوں میں سے ایک ہی خصلت ہو اس میں نفاق کی بھی یہ خصلت ہوگی جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب عہد کرتا ہے تو عہد شکنی کرتا ہے اور جب جھگڑتا ہے تو گالی بکتا ہے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی طرح براہ راست یا بالواسطہ جھوٹ کی طرف لے کے جانے والی باتیں ہیں یا ان سے جھوٹ کا اظہار ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اس کی بدبو کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا۔

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو آپؐ کی انگلیوں کو نمی لگی۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کیا معاملہ ہے یہ اندر سے گیلی ہے؟ اناج والے نے کہا یا رسول اللہؐ! اس پر بارش ہو گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو تُو نے اسے اناج کے اوپر کیوں نہ کر دیا۔ اگر اس میں بارش ہو گئی تھی تو اوپر رکھتے تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکتے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

پس آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقی ایمان لانے کا اعلان کرتے ہیں تو ہمارے ہر قول اور فعل میں سچائی کا اعلیٰ معیار ہونا چاہیے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ نہیں تو تم مجھ میں سے نہیں ہو۔ پھر میرا کوئی تعلق نہیں تمہارے سے۔

آپؐ ہمیشہ سچ بولنے اور امانت، دیانت میں سب سے نمایاں ہونے کی وجہ سے لوگوں میں صادق اور امین مشہور تھے۔

ایک مصنف نے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاہلیت کے زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ ان کے پاس ان سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا یعنی قوم میں کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ لوگ بتوں، مورتیوں اور طاغوتوں کی عبادت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی لوگوں یعنی شیطان کے گروہ اور بت پرستوں کے درمیان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بت کی طرف رغبت نہیں کی نہ کبھی ان لوگوں کے ساتھ کسی دربار میں شریک ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی جھوٹ نہیں سنا گیا۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدوق، امین، بردبار اور نہایت مہربان سمجھتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلے کروائے جاتے تھے۔

اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ آپؐ کے اخلاق حسنہ کی عمومی شہادت وہ ہے جو آپؐ کی قوم نے دی یعنی آپؐ کی نبوت کے دعویٰ سے پہلے آپؐ کی قوم نے آپؐ کا نام امین اور صدیق رکھا۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی بہت ہوتے ہیں جن کو کسی کڑی آزمائش میں سے گزرنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہاں! معمولی آزمائشوں سے گزرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی قوم ان کو کوئی خاص نام نہیں دیتی۔ جیسے لڑائی میں شامل ہونے والا ہر سپاہی جان کو خطرے میں ڈالتا ہے لیکن نہ انگریزی قوم ہر ایک سپاہی کو وکٹوریا کراس دیتی۔ نہ جرمن قوم ہر ایک کو آئرن کراس دیتی ہے۔ ایسا ہی کسی شخص کو ساری قوم کا امین اور صدیق کا خطاب دینا غیر معمولی بات ہے۔ پس عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک ہی شخص کو امین اور صدیق کا خطاب دینا بتاتا ہے کہ اس کی امانت اور اس کا صدق دونوں اعلیٰ درجے کے تھے کہ ان کی مثال عربوں کے علم میں کسی اَور شخص میں نہیں پائی جاتی تھی۔ عرب اپنی باریک بینی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز تھے۔ پس جس چیز کو وہ نادر قرار دیں وہ یقیناً دنیا میں نادر ہی سمجھی جانے کے قابل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کو اطلاع دیتے ہیں کہ مجھ پر یوں وحی ہوئی ہے۔ بیوی یہ نہیں کہتی کہ کیا جھوٹ بنانے لگے ہو بلکہ وہ کہتی ہے کہ آپ گھبرائیں نہیں آپ نے جو کچھ دیکھا ٹھیک دیکھا اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کر سکتا کیونکہ آپ جھوٹ نہیں بولتے، نادار کا بوجھ اٹھاتے ہیں، گمشدہ نیکیوں کو قائم کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، سچائی اور حق کی مدد کرتے ہیں۔ وہ آپ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاتی ہیں۔ یہ اسرائیلیات کے عالم تھے تو وہ سنتے ہی کہتے ہیں کہ اس وحی میں ویسے ہی احکام اور فرامین پائے جاتے ہیں جیسے موسیٰؑ کی وحی میں۔ گھر میں چچیرا بھائی ہے جو جوان ہے اور نوجوانوں میں تبلیغ کا اچھا ذریعہ بن سکتا ہے۔ وہ بھائی اور بھاوج کی باتیں سن کر کہتا ہے میں بھی یقین رکھتا ہوں کہ آپؐ سچے ہیں اور ضرور خدا تعالیٰ نے آپؐ سے باتیں کی ہیں۔ پھر ایک آزاد کردہ غلام ہے جو آپؐ کے اخلاق کا شکار ہو گیا ماں باپ کو چھوڑ کر آپؐ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ جب آہستہ آہستہ ہونے والی باتوں کو سنتا ہے اور اپنے آقا کے چہرے پر فکر و اندیشے کے آثار دیکھتا ہے تو آگے بڑھ کر اپنے آقا کے دامن کو تھام لیتا ہے اور کہتا ہے اے میرے آقا! وہی ہوگا جو آپؐ نے دیکھا۔ جو آپؐ نے کہا، جو دیکھا وہ سچ ہے۔ مجھے بھی اپنے ساتھ رہنے دیں۔ پھر ایک گہرا دوست ہے گویا ایک ہی صدف میں پلنے والا دوسرا موتی۔ وہ سنتا ہے کہ اس کے دوست نے بے پر کی اڑانا شروع کر دی ہیں اور شاید اس کے دماغ میں خلل آ گیا ہے۔ وہ آ کر کہتا ہے صرف یہ بتائیے کہ کیا یہ باتیں سچ ہیں اور آپؐ کی تصدیق کرنے پر کہتا ہے کہ میرے سچے دوست! مَیں آپؐ کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی تدبیر دیکھو! اس مخالفت کا طوفان آنے سے پہلے کس طرح آپؐ کے ساتھی پیدا کر دیے۔ موسیٰؑ نے دعا مانگ کر ایک وزیر بوجھ اٹھانے کے لیے مانگا تھا مگر محمد رسول اللہؐ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ وزیر بن مانگے ہی دے دیے اور ایسے وزیر جنہوں نے آپؐ کا بوجھ بٹانے میں کمال کر دیا۔ ورقہ بے شک جلدی فوت ہو گئے مگر ایک نہ مٹنے والی شہادت آپؐ کی صداقت پر دے گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے بارہ سال تک عورت ہو کر وہ کام کر کے دکھایا کہ بہادر سے بہادر مرد کی آنکھیں نیچی ہوتی ہیں۔ زیدؓ نے بیس سال تک اس کے بعد قربانی کا بے مثال نمونہ دکھایا اور آخر تلواروں کی دھاروں کے سامنے اپنا خون بہا کر ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہؐ کے وزیر کیسے ہونے چاہئیں۔ ابوبکرؓ اور علیؓ تو آپؐ کی وفات کے بعد بھی رہے اور خلیفہ بن کر وزارت کا ایک نئے رنگ میں ثبوت دے گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لیے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہیں کیے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت و صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔ …… ہمارے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا جو حیوانوں سے بدتر تھے بعض ماؤں اور بہنوں میں حیوانات کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ مردوں کا مال کھاتے تھے۔ بعض ستارہ پرست تھے۔ بعض دہریہ تھے۔ بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے ہر ایک غلط عقیدہ یا بری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے اس کے استحصال کے لیے کافی تعلیم اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت و تصرف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور اس زمانے میں بھیجا جب جاہلیت کی انتہا ہوئی تھی اور پھر ان جانوروں کو انسان بنایا۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارك وسلم انك حميد مجيد۔

* * *

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad